مُعاشرتی عُلوم

برائے جماعت ہفتم



بلوچستان ٹیکسٹ بُک بورڈ، کوئٹہ

مُعاشرتی عُلوم

برائے جماعت ہفتم



ناشر

یونائیٹڈ پرنٹرز، زرغون روڈ. کوئٹہ

برائے

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ



فہرست

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔

باب : 1

دُنیائے اِسلام

ا۔ مُسلم دُنیا کا محل وقوع

مُسلمان دُنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہُوئے ہیں۔ دُنیا میں ہر چوتھا آدمی مُسلمان ہے۔ مُسلم مُمالک کرۂ ارض کے وسیع علاقے کو گھیرے ہُوئے ہیں۔ دُنیا کے سات برّاعظموں میں سے دو برّاعظموں ایشیا اور افریقہ کے زیادہ تر علاقے پر مُسلمانوں کی حُکمرانی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے برّاعظموں میں بھی مُسلمان کثیر تعداد میں آباد ہیں۔

مُسلم دُنیا کے محل وقوع کو واضح طور پر بیان کرنے کے لیے اسے دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1 - برّاعظم ایشیا کے مُسلم مُمالک
2 - برّاعظم افریقہ کے مُسلم مُمالک

1 - برّاعظم ایشیا کے مُسلم مُمالک

برّاعظم ایشیا کے وسیع علاقے میں مُسلم خُود مختار مُمالک واقع ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا میں ملائیشیا، انڈونیشیا اور برونائی کے مُمالک ہیں۔ یہ تینوں مُمالک مختلف جزائر پر مشتمل ہیں۔ ان کے مشرق میں بحرالکاہل، مغرب میں بحرِ ہند، شمال میں چین، فلپائن، برما وغیرہ کے مُمالک اور جنوب میں برّاعظم آسٹریلیا واقع ہے۔

جنوبی ایشیا میں پاکستان اور بنگلہ دیش دو اہم مُسلم مُمالک ہیں۔ پاکستان کے مشرق اور بنگلہ دیش کے مغرب میں بھارت واقع ہے۔ ان کے شمال میں چین، تاجکستان اور جنوب میں خلیج بنگال و بحیرۂ عرب ہیں۔ پاکستان کے جنوب میں بحر ہند میں چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل مسلم مُلک مالدیپ واقع ہے۔

پاکستان کے شمال، مغرب اور جنوب مغرب میں مسلم مُمالک افغانستان، ایران، ترکی، عراق، شام، لبنان، اُردن، سعودی عرب، متّحدہ عرب امارات، کویت، قطر، شمالی و جنوبی یمن، اومان اور بحرین واقع ہیں۔ ان مُمالک کے جنوب مشرق میں بحیرۂ عرب اور خلیج فارس ہے۔ جنوب میں بحیرۂ قلزم، شمال میں بحیرۂ کیسپین اور بحیرۂ اسود، مغرب میں بحیرۂ روم اور برّاعظم افریقہ ہیں۔ یہ مسلم مُمالک ایک دوسرے سے ملے ہُوئے ہیں۔

2 - برّاعظم افریقہ کے مُسلم مُمالک

برّاعظم افریقہ میں بھی بہت سے مُسلم مُمالک واقع ہیں۔ برّاعظم افریقہ کے قریبًا تین چوتھائی علاقے پر مسلمانوں کی حکومت ہے۔ اس برّاعظم کے اکثر مسلم مُمالک اس کے شمالی اور مشرقی حصّے میں واقع ہیں۔ رقبے

کے لحاظ سے سب سے بڑا مُسلم مُلک سوڈان اسی برِّاعظم میں واقع ہے۔

برّاعظم افریقہ میں متّحدہ عرب جمہوریہ مصر، لیبیا، تیونس، الجزائر، سوڈان، چاڈ، ماریطانیہ، نائیجر، نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، اپر وولٹا، سینی گال، سیرالیون، صومالیہ، گنی، گیمبیا، گنی لبساؤ، مالی، مراکش، جبوتی اور کمورو وغیرہ مُسلم مُمالک واقع ہیں۔ اِن مُمالک میں سے اکثر کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ ان مُمالک کے شمال میں بحیرۂ روم، جنوب میں جنوبی افریقہ، مشرق میں بحرِہند اور جنوب میں بحرِ اوقیانوس واقع ہے۔

مُسلم مُمالک کے محلِّ وقوع کی اہمیّت

آج کے دَور میں کسی مُلک کا محلِّ وقوع اُس کے لیے بہُت اہم ہوتا ہے۔ جس مُلک کے پاس اہم بری، بحری اور ہَوائی راستے ہوں جن سے کہ دوسرے مُمالک بھی فائدہ اُٹھا سکیں وہ مُلک اُتنا ہی اہم ہوگا۔ اِسی طرح جس مُلک کے پاس جتنے قُدرتی وسائل زیادہ ہوں گے، جن کی دوسرے ممالک میں مانگ زیادہ ہو یا اس کے پاس اہم دفاعی علاقے ہوں وہ مُلک دُنیا میں اُتنا ہی اہم ہوگا۔

برّاعظم ایشیا اور برّاعظم افریقہ کے مسلم مُمالک اپنے محلِّ وقوع کی وجہ سے معاشی، تجارتی، سیاسی اور دفاعی لحاظ سے بہُت اہم ہیں۔ ان مُمالک کی یہ اہمیّت زمانہ قدیم میں بھی تھی اور آج بھی ہے۔ ان کی اہمیّت کی خاص وجُوہات مندرجہ ذیل ہیں :

1۔ مسلم مُمالک معدنی دولت سے مالامال ہیں۔ ان میں تیل سرفہرست ہے۔ آج کے دَور میں اِس کی اہمیّت بہُت زیادہ ہے۔ مُسلم ممالک میں سعودی عرب، ایران، عراق، کویت، مصر، لیبیا اور متّحدہ عرب امارات وغیرہ دنیا میں تیل کی پیداوار کے لیے بہت مشہور ہیں۔ دُنیا کے بیشتر ترقی یافتہ اور ترقّی پذیر مُمالک تیل حاصل کرنے کے لیے ان مُسلم ممالک کے مرہونِ منت ہیں۔ اِس لیے وہ اِن مُمالک سے قریبی تعلقات قائم کرنے کے خواہش مند ہیں۔

2۔ مسلم مُمالک کی اکثریت ایسے کُھلے سمندروں کے قریب واقع ہے جو سارا سال آمدورفت اور تجارت کے لیے کُھلے رہتے ہیں۔ مسلم مُمالک کے قریب واقع بحرالکاہل، بحرِہند، بحیرۂ رُوم، بحیرۂ قلزم، نہرسویز، خلیج عدن، خلیج باسفورس اور آبنائے ملاکا تجارتی لحاظ سے بہُت اہم ہیں۔ نہر سویز جوکہ مسلم مُلک متّحدہ عرب جمہوریہ مصر کے قبضے میں ہے، تجارتی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ مشرقی مُمالک اور مغربی مُمالک کے درمیان زیادہ تر تجارت اِسی آبی شاہراہ کے ذریعے ہوتی ہے۔ اگر یہ مُسلم مُلک اِس نہر کو بند کر دے تو مغربی ممالک کا مشرقی ممالک سے رابطہ کٹ

جائے یا پھر انھیں اپنا تجارتی مال افریقہ کے وسیع برِّاعظم کا چکر لگا کر لانا پڑے۔

3 - مسلم ممالک کے چند علاقے دفاعی لحاظ سے بہت اہم ہیں۔ ترکی کا علاقہ درّہ دانیال اور باسفورس بہت اہم ہیں۔ بحیرۂ اسود سے بحیرۂ روم میں داخل ہونے کے لیے یہاں سے گزرنا پڑتا ہے۔ رُوس کے لیے درّہ دانیال کی بہت اہمیّت ہے، کیونکہ بحیرۂ روم میں داخل ہونے کے لیے اُسے اِسی درّے سے گزرنا پڑتا ہے۔ بحیرۂ روم کے گرد بہت سے مسلم ممالک ہیں۔ یہ بحیرہ ان ممالک کے لیے دفاعی اور تجارتی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اسی طرح جنوب مشرقی ایشیا میں آبنائے ملاکا جو ملائیشیا کے پاس ہے دفاعی لحاظ سے بہت اہم ہے۔

4 - بحری راستوں کے علاوہ ہوائی راستوں کے لیے بھی مسلم ممالک بہت اہم ہیں۔ ایشیا یا افریقہ سے یورپ، امریکہ یا آسٹریلیا جانے کے لیے ہوائی جہازوں کو مسلم ممالک سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اور یہاں کے کسی نہ کسی ہوائی اڈے پر اُتر کر تیل لینا پڑتا ہے۔ مسلم ممالک کے اہم ہوائی اڈے مثلاً بیروت، قاہرہ، تہران اور کراچی وغیرہ کو استعمال کیے بغیر مغربی ممالک کا مشرقی ممالک سے رابطہ قائم رکھنا بہت دشوار ہے۔

مسلم ممالک اسلام کی وجہ سے دینی، معاشرتی اور ثقافتی طور پر ایک ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر مسلم ممالک کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی ہیں۔ اس لحاظ سے مسلم ممالک ایک علیحٰدہ بلاک کی شکل میں اُبھر رہے ہیں۔ مسلم ممالک کے درمیان تعاون، اتحاد اور قریبی تعلقات روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اسی لیے دُنیا کی بڑی بڑی طاقتیں مسلم ممالک سے تعلقات بڑھانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔

مُسلم ممالک میں پاکستان کو اپنے محلِ وقوع کے اعتبار سے بہت اہمیّت حاصل ہے۔ پاکستان مشرقی اور مغربی مُسلم ممالک میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے تمام مُسلم ممالک سے برادرانہ تعلقات ہیں۔ پاکستان اپنے برادر مسلم ممالک کے معاملات میں گہری دلچسپی لیتا ہے اور ان کی فنّی، طبّی، فوجی اور معاشی مدد کرتا ہے۔ اُن کے ساتھ مل کر ثقافتی، تجارتی اور بینکاری کے علاوہ کئی صنعتی منصوبوں پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ پاکستان مسلم ممالک کے اتحاد کے لیے بھی کوشش کرتا رہتا ہے۔

(ب) آزاد مُسلم ممالک:

برِّاعظم ایشیا اور برِّاعظم افریقہ کے بہت سے مُسلم ممالک ایسے ہیں جہاں خود مختار اِسلامی حکومتیں

قائم ہیں - ان کی آبادی کی اکثریت مُسلم ہے۔ ایشیا کے مشرق سے افریقہ کے مغرب تک مندرجہ ذیل اہم آزاد مُسلم ممالک ہیں -

انڈونیشیا : جنوب مشرقی ایشیا میں یہ تین ہزار جزیروں پر مشتمل مُسلم ملک ہے - اس کے مشرق میں بحرالکاہل، مغرب میں بحرِ ہند، شمال میں فلپائن و ملائیشیا اور جنوب میں برِاعظم آسٹریلیا واقع ہے۔ اس کا رقبہ 19,19,443 مربع کلومیٹر اور آبادی 13,25,00,000 ہے۔ یہاں کے سکّے کا نام روپیہ ہے۔ مسلم ممالک میں آبادی کے لحاظ سے اوّل نمبر پر ہے - رقبے کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر اور تیل پیدا کرنے میں ساتویں نمبر پر ہے۔انڈونیشیا کا دارالحکومت جکارتہ ہے۔

ملائیشیا : ملائیشیا جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے - اس کے مشرق میں بحرالکاہل، مغرب میں بحرِہند ، شمال میں فلپائن اور جنوب میں برِاعظم آسٹریلیا ہے - اس کا رقبہ 3,29,749 مُربّع کلومیٹر اور آبادی 1,34,36,000 ہے -اس کے سکّے کا نام ملائشی ڈالر ہے۔ اس کا دارالحکومت کوالالمپور ہے۔ دُنیا میں ربڑ کی پیداوار میں یہ اوّل نمبر پر ہے -

برونائی : جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں بحرالکاہل ، مغرب میں بحرِہند ، شمال میں فلپائن اور جنوب میں انڈونیشیا ہیں - اس کا رقبہ 5,699 مربّع کلومیٹر، آبادی 2.09,000 ہے ، برونائی کا دارالحکومت بندرسری بگوان اور سکّہ ڈالر ہے -

بنگلہ دیش : بنگلہ دیش جنوبی ایشیا میں واقع ہے - اس کے مشرق میں برما ، مغرب اور شمال میں بھارت اور جنوب میں خلیج بنگال واقع ہے - اس مُلک کا رقبہ 1,43,998 مربّع کلومیٹر اور آبادی 9,33,00,000 ہے۔ بنگلہ دیش کے سکّے کا نام ٹکہ ہے۔ دارالحکومت ڈھاکہ ہے - مسلم دُنیا میں آبادی کے لحاظ سے دُوسرے نمبر پر ہے -پٹ سن کی پیداوار میں یہ دُنیا میں اوّل نمبر پر ہے۔

مالدیپ : مالدیپ بحرِہند میں چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل مسلم مُلک ہے۔یہ چاروں طرف سے پانی میں گھرا ہُوا ہے - سری لنکا اِس کے مشرق میں ہے - اس کا رقبہ 298 مربّع کلومیٹر اور آبادی 1,54,000 ہے۔ مالدیپ کے سکّے کا نام روپیہ اور دارالحکومت مالی ہے -

پاکستان : پاکستان جنوبی ایشیا کا اہم مسلم مُلک ہے - اس کے مشرق میں بھارت ، مغرب میں افغانستان و ایران ، شمال میں چین و تاجکستان اور جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے - پاکستان کا رقبہ 8,03,943 مُربّع کلومیٹر اور آبادی 8,38,00,000 ہے۔ اس کا دارالحکومت اسلام آباد اور سکّے کا نام روپیہ ہے۔ مسلم مُمالک میں آبادی کے لحاظ سے اس کا تیسرا نمبر ہے۔

افغانستان : افغانستان کے مشرق اور جنوب میں پاکستان ، مغرب میں ایران اور شمال میں ترکمانستان واقع ہے ۔اس کا رقبہ 6,47,497 مربع کلومیٹر اور آبادی 1,60,00,000 ہے۔ افغانستان کے سکّے کا نام افغانی اور دارالحکومت کابل ہے۔

ایران : اس کے مشرق میں افغانستان و پاکستان ، مغرب میں عراق ، شمال میں رُوس اور جنوب میں خلیج فارس واقع ہے۔ اس کا رقبہ 16,48,000 مربع کلومیٹر اور آبادی 3,84,40,000 ہے۔ ایران کا دارالحکومت تہران اور سکّے کا نام ریال ہے۔ مسلم ممالک میں تیل کی پیداوار میں اس کا دوسرا نمبر ہے اور رقبے میں چھٹا نمبر ہے۔

ترکی : ترکی کا زیادہ حصّہ ایشیا میں اور کچھ حصّہ یورپ میں ہے۔ اس لیے اسے بین البراعظمی مُلک بھی کہتے ہیں۔ اس کے مشرق میں ایران ، مغرب میں بحیرۂ روم ، شمال میں روس و بحیرۂ اسود اور جنوب میں شام واقع ہیں ۔ ترکی کا رقبہ 7,80,576 مربع کلومیٹر اور آبادی 3,83,00,000 ہے۔ اس کا دارالحکومت انقرہ اور سکّے کا نام لیرا ہے۔

شام : شام کے مشرق میں عراق ، مغرب میں لبنان ، شمال میں ترکی اور جنوب میں اُردن واقع ہیں۔ اس کا رقبہ 1,85,180 مُربع کلومیٹر اور آبادی 88,01,000 ہے۔ دمشق اس کا دارالحکومت اور اس کا سکّہ پاؤنڈ ہے۔

لبنان : یہ بحیرۂ روم کے مشرقی کِنارے پر واقع ہے۔ اس کے مشرق و شمال میں شام ، جنوب میں اسرائیل اور مغرب میں بحیرۂ روم ہے ۔ لبنان کا رقبہ 10,400 مربع کلومیٹر اور آبادی 31,00,000 ہے۔ اس کا دارالحکومت بیروت اور سکّے کا نام پاؤنڈ ہے ۔

اُردن : اس کے مشرق میں سعودی عرب ، شمال میں عراق و شام ، مغرب میں اِسرائیل اور جنوب میں بحیرۂ قلزم واقع ہیں ۔ اردن کا رقبہ 97,740 مربّع کلومیٹر اور آبادی 33,14,000 ہے۔ یہاں کا دارالحکومت عمان اور سکّہ دینار ہے۔

عراق : عراق کے مشرق میں ایران ، مغرب میں اُردن ، شمال میں ترکی اور جنوُب میں سعودی عرب واقع ہے۔ اس کا رقبہ 4,34,924 مربّع کلومیٹر اور آبادی 1,33,60,000 ہے۔ دارالحکومت بغداد اور سکّہ دینار ہے ۔

سعُودی عرب : جزیرہ نما سعُودی عرب کے مشرق میں خلیج فارس و عُمان ، جنوُب میں بحیرۂ عرب ، مغرب میں بحیرۂ قلزم اور شمال میں عراق و اُردن واقع ہیں۔ اِس میں خانہ کعبہ واقع

ہونے کی وجہ سے مُسلم مُمالک میں سعودی عرب کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کا رقبہ 21,49,690 اور آبادی 98,28,000 ہے۔ دارالحکومت ریاض اور سکّے کا نام ریال ہے۔ مُسلم ممالک میں تیل پیدا کرنے والے ممالک میں اس کا نمبر اوّل اور رقبے میں تیسرا نمبر ہے۔

متّحدہ عرب امارات : خلیج فارس کے ساتھ ساتھ یہ چھوٹی چھوٹی آزاد مُسلم ریاستیں ہیں۔ ان میں اُبوظبہی ، دوبئی ، شارجہ ، اومان ، راس الخیمہ ، ام القیوان اور فجیرہ شامل ہیں۔ ان کا رقبہ 83,600 مربع کلومیٹر اور آبادی 10,40,000 ہے۔ متّحدہ عرب امارات کا دارالحکومت ابوظبہی اور سکّہ درہم ہے۔

عرب کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں : یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں جزیرہ نما عرب کے مشرق اور جنوب میں واقع ہیں۔ اومان، سعودی عرب کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ 2,12,457 مُربّع کلومیٹر، آبادی 8,00,000 ، دارالحکومت مسقط اور سکّہ ریال ہے۔ بحرین، خلیج فارس کے کنارے پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ 699 مربع کلومیٹر، آبادی 387,000 ، دارالحکومت مناما اور سکّہ ریال ہے۔ کویت، خلیج فارس کے شمال مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ 17,818 مربّع کلومیٹر ، آبادی 2,20,000 دارالحکومت کویت اور سکّہ دینار ہے۔ مُسلم مُمالک میں تیل پیدا کرنے میں تیسرا نمبر ہے۔ سعودی عرب کے جنوب میں شمالی و جنوبی یمن کی آزاد مُسلم ریاستیں ہیں۔ شمالی یمن کا رقبہ 1,95,000 مربّع کلومیٹر ، آبادی 52,46,000 ، دارالحکومت صنعا اور سکّہ ریال ہے۔ جنوبی یمن کا رقبہ 3,33,038 مربّع کلومیٹر ، آبادی 19,07,000 ، دارالحکومت عدن اور سکّہ دینار ہے۔

متّحدہ عرب جمہُوریہ مصر : یہ برّاعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں بحیرۂ قلزم ، مغرب میں لیبیا ، شمال میں بحیرۂ روم اور جنوب میں سوڈان واقع ہے۔ مصر کا رقبہ 10,01,449 مربع کلومیٹر ، آبادی 4,21,28,000 ، دارالحکومت قاہرہ اور سکّہ پاؤنڈ ہے۔ نہر سویز اسی مسلم مُلک میں واقع ہے جس کی وجہ سے اسے خاص اہمیّت حاصل ہے۔

لیبیا : لیبیا برّاعظم افریقہ کے شمالی ساحلی علاقے پر واقع ہے۔ اس کے مشرق میں مصر، مغرب میں الجیریا ، جنوب میں چاڈ و نائیجر اور شمال میں بحیرۂ روم ہے۔ اس کا رقبہ 17,59,540 مربّع کلومیٹر ، آبادی 34,98,000 ، دارالحکومت طرابلس اور بن غازی اور سکّہ دینار ہے۔ تیل پیدا کرنے والے مسلم مُمالک میں اس کا چوتھا اور رقبے میں پانچواں نمبر ہے۔

تیونس : تیونس برّاعظم افریقہ کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ اس کے مشرق وجنوب میں

لیبیا، مغرب میں الجزائر اور شمال میں بحیرۂ روم ہیں۔ اس کا رقبہ 1,63,610 مربع کلومیٹر اور آبادی 64,72,000 ہے۔ تیونس کا دارالحکومت تیونس اور سکّہ دینار ہے۔

الجزائر : الجزائر، افریقہ کے شمال مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اس کے مشرق میں لیبیا، مغرب میں مراکش، شمال میں بحیرۂ روم اور جنوب میں نائیجر واقع ہیں۔ اس کا رقبہ 23,81,741 مُربع کلومیٹر، آبادی 1,87,26,000، دارالحکومت الجزیرہ اور سکّہ دینار ہے۔ مُسلم ممالک میں رقبے کے لحاظ سے یہ دوسرے نمبر پر ہے۔

مراکش : مراکش، افریقہ کے شمال مغرب میں بحیرۂ روم اور بحرِ اوقیانوس کے ساحل پر واقع ہے۔ اس کے مشرق میں الجزائر، مغرب میں بحرِ اوقیانوس، شمال میں بحیرۂ روم اور جنوب میں ماریطانیہ ہیں۔ اس کا رقبہ 4,40,300 مُربع کلومیٹر، آبادی 2,07,77,000، دارالحکومت رباط اور سکّہ درہم ہے۔

سوڈان : سوڈان، افریقہ کے مشرق میں بحیرۂ قلزم کے ساحل پر واقع ہے۔ اِس کے مشرق میں ایتھوپیا، مغرب میں چاڈ، شمال میں مصر و بحیرۂ قلزم اور جنوب میں کانگو ہیں۔ اس کا رقبہ 25,05,813 مربع کلومیٹر، آبادی 1,88,06,000، دارالحکومت خرطوم اور سکّہ پاؤنڈ ہے۔ مسلم مُمالک میں رقبے کے لحاظ سے یہ پہلے نمبر پر ہے۔

مندرجہ بالا آزاد مُسلم مُمالک کے علاوہ برّاعظم افریقہ میں اور بھی بہت سی آزاد مُسلم سلطنتیں ہیں۔ ان میں ماریطانیہ، مالی، سنیگال، گنی، سیرالیون، گھانا، صومالیہ، چاڈ، نائیجر، نائیجیریا، کیمرون، یوگنڈا اور کمورو قابلِ ذکر ہیں۔ برِّاعظم افریقہ کا زیادہ تر حصّہ مُسلمانوں کے زیرِ اثر ہے۔

ج) مُسلم آبادی دیگر مُمالک میں :

دُنیا میں کئی ایسے ممالک بھی ہیں جہاں مسلمانوں کی اپنی حکومت تو نہیں ہے لیکن وہاں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

برِّاعظم ایشیا میں رُوسی علاقے آذربائیجان، ترکمانستان، ازبکستان اور تاجکستان میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ ان کی سرحدیں پاکستان، ایران، ترکی اور افغانستان کے ساتھ مِلتی ہیں۔ اسی طرح قبرص میں بھی مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

بھارت کے کئی صوبوں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد آباد ہے جو بارہ کروڑ سے زائد ہے۔
چین کے مغربی اور جنوبی علاقوں میں بھی مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں (صوبہ سنکیانگ اور جنوبی صوبہ جات)۔ ان کے علاوہ ایشیائی ممالک برما، سنگاپور، فلپائن اور تھائی لینڈ میں بھی مسلمانوں کی خاصی تعداد ہے۔

مقبوضہ ریاست جموں اور کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مقبوضہ فلسطین میں بھی مسلمانوں کی خاصی تعداد آباد ہے۔
برِاعظم افریقہ کے ممالک ٹوگو، تنزانیہ اور کینیا میں مسلمان خاصی تعداد میں ہیں۔ اسی طرح اریٹیریا میں جو کہ حبشہ کے زیرِ انتظام ہے، مسلمانوں کی اکثریت ہے۔
برِاعظم یورپ کے ممالک یونان، یوگوسلاویہ، بلغاریہ اور جنوبی رومانیہ میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ البانیہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔
برِاعظم ایشیا، برِاعظم افریقہ اور برِاعظم یورپ کے علاوہ دوسرے برِاعظموں میں بھی مسلمان آباد ہیں لیکن اُن کی تعداد اِتنی زیادہ نہیں ہے۔
مسلمان اسلام کے رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ دُنیا کے مختلف مسلم ممالک کے درمیان اِتحاد روز بروز بڑھ رہا ہے جو اِن کے روشن مستقبل کی نشانی ہے۔

سوالات

1 ـ برِاعظم افریقہ کے آزاد مسلم ممالک کون سے ہیں؟ ان کا محلِ وقوع بیان کیجیے۔
2 ـ پاکستان کے مشرق میں کون کون سے مسلم ممالک ہیں؟
3 ـ جزیرہ نما عرب میں کون کون سے مسلم ممالک آباد ہیں؟
4 ـ مسلم ممالک کے محلِ وقوع کی اہمیت بیان کیجیے۔
5 ـ پاکستان، ایران، ترکی، سعودی عرب، مصر، لیبیا کی آبادی اور رقبہ بیان کیجیے۔
6 ـ برِاعظم یورپ اور ایشیا کے اُن ممالک کے نام بتائیے جہاں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔
7 ـ مسلم ممالک میں آبادی، رقبہ اور تیل کی پیداوار میں اوّل نمبر پر کون کون سے ملک ہیں؟

8- مندرجہ ذیل میں خالی جگہ پُر کر کے جُملے مکمّل کیجیے :

(i) مُسلم مُلک لیبیا کا دارُالحکومت ________ ہے۔

(ii) نہر سویز مُسلم مُلک ________ کی ملکیّت ہے۔

(iii) درہ دانیال بحیرۂ ________ اور بحیرۂ ________ کو ملاتا ہے۔

(iv) تیونس کا دارالحکومت ________ ہے۔

(v) پٹ سن کی پیداوار میں ________ اوّل نمبر پر ہے۔

(vi) مالدیب بحر ________ میں واقع ہے۔

(vii) جنوبی ایشیا میں ________ اور ________ مُسلم ممالک ہیں۔

(viii) برّاعظم افریقہ کے قریبًا ________ علاقے پر مسلمانوں کی حکومت ہے۔

(ix) ملائیشیا ________ کی پیداوار کے لیے دُنیا میں اوّل نمبر پر ہے۔

(x) تُرکی کا زیادہ حصّہ برّاعظم ________ میں اور کُچھ حصّہ برّاعظم ________ میں ہے۔

عملی کام

1- برّاعظم ایشیا، افریقہ اور یورپ کے خاکے میں آزاد مُسلم مُمالک کے نام لکھیے۔

2- اٹلس کی مدد سے مُسلم مُمالک کے دارالحکومت کی نشاندہی کیجیے۔

میں بے حیائی عام تھی۔

سیاسی حالت اگرچہ ایران، مصر، روم اور ہندوستان میں مضبوط سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں، لیکن عرب سیاسی لحاظ سے بہت پس ماندہ تھا۔ سیاسی استحکام نام کو نہ تھا۔ اِس سرزمین پر کوئی مرکزی حکومت قائم نہ تھی۔ مختلف قبائل آباد تھے جو آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ ہر قبیلے کا سردار شیخ کہلاتا تھا۔ اس کے مشورے سے قبیلے کا پُورا اِنتظام چلتا اور جنگ کی حالت میں وہی سپہ سالاری کے فرائض سَرانجام دیتا تھا۔

معاشی حالت معاشی لحاظ سے عرب میں امیر، غریب اور درمیانہ سبھی قسم کے لوگ آباد تھے۔ عرب کی زمین بنجر اور غیر آباد تھی، جس کی وجہ سے غریبوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مکّہ اور طائف کے تجارت پیشہ لوگ شام، حبشہ اور یمن تک تجارت کے لیے جاتے تھے۔ عرب علاقہ اگرچہ غیر آباد تھا لیکن جہاں کہیں پانی مل جاتا وہاں کھیتی باڑی کی جاتی تھی۔ طائف اور یثرب میں زراعت ہوتی تھی۔ یمن کی خُوش حالی کا انحصار زراعت پر تھا۔ عربوں کا سب سے اہم پیشہ گلّہ بانی تھا۔ شہری عرب بھی اسے اپنائے ہُوئے تھے لیکن بدوی عربوں کا تو یہ واحد اہم پیشہ تھا۔ یہ لوگ خانہ بدوش تھے جو چراگاہوں کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ گھُومتے پھرتے تھے۔ ملک میں تجارتی میلے بھی لگتے۔ ایران اور عراق سے سوداگروں کے قافلے سامان لے کر آتے اور یہاں کی چیزیں اپنے مُلکوں میں لے جاتے۔

(ب) ظہُور اسلام کا اثر

اسلام سے پہلے عربوں میں گمراہی، جہالت اور ظُلم کا دَور دَورہ تھا۔ اِنسان کی زندگی حیوانوں سے بدتر تھی۔ محبت، اِنسانیت اور شرافت نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آخرکار اللہ تعالےٰ کو اپنی مخلوق پر رحم آیا اور اس کی راہنمائی اور بہتری کے لیے آخری نبی حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو شہر مکّہ میں پیدا فرمایا۔ آپؐ کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی میں ایک عظیم اِنقلاب پیدا کر دیا۔

رسُولِ پاکؐ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عُمر فارُوق رضؓ، حضرت عثمانِ غنی رضؓ اور حضرت علی رضؓ نے اِسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کیا اور دُنیا کے لیے اعلیٰ اخلاق، انصاف اور مساوات کی بہترین مثالیں چھوڑیں۔ اِسلام تھوڑے ہی عرصے میں عرب سے نکل کر تمام دنیا میں پھیل گیا اور لوگوں کی مذہبی، سماجی اور معاشی زندگی کو بہت بہتر بنا دیا۔

مذہبی زندگی

اِسلام سے پہلے لوگ بُت پرستی اور شرک کی زِندگی گزار رہے تھے۔ اِسلام نے انھیں بتایا کہ صرف خُداوند تعالےٰ کی ذات عبادت کے لائق ہے اور کوئی دُوسرا معبُود نہیں۔ وہ ہی خالق و مالک ہے۔ رزق دینے والا بھی خُدا ہے اور مشکلوں سے نجات دلانے والا بھی۔ چاند اور سُورج کچھ نہیں کرسکتے۔ بُتوں کی پرستش بیکار ہے، وہ تو خود مجبُور اور بے بس ہیں۔

اسلام نے نیک اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی تعلیم دی اور بتایا کہ دُنیا کی زِندگی کے بعد ایک اور ابدی زندگی ہے۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دُنیا میں جیسا کرو گے اس کا پھل آخرت میں پاؤ گے۔ اسلامی تعلیمات کا اثر نہ صرف عربوں پر ہُوا بلکہ افریقہ اور جنوبی ایشیا کے لاکھوں اِنسان اِسلام کے دائرے میں آ گئے۔

سیاسی زِندگی

سردار دو عالم ؐ نے ایک ایسی اسلامی مرکزی حکومت قائم کی جس نے مختلف قبائل کو شیر و شکر کر دیا۔ اختلاف اور انتشار ختم ہو گئے۔ ایک نئی ملّت مسلمہ وجود میں آئی۔ جس نے عربی اور عجمی، سیاہ اور سفید، شہری اور بدوی کے درمیان فرق ختم کر دیے۔ مملکت جمہُوری اصُولوں پر قائم کی گئی، جس میں اللہ کی حاکمیت تھی اور حاکمِ مملکت، خُدا کا نائب اور عوام کا خادم تھا۔ مسلمان ایک ایسی طاقت بن کر اُبھرے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ انھوں نے ہسپانیہ سے لے کر جنوب مشرقی ایشیا تک اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیے۔

سماجی زِندگی

اسلام نے لوگوں کو مساوات، ہمدردی اور بھائی چارے کا درس دیا۔ رسُولِ عربی ؐ نے ایک ایسا معاشرہ پیدا کیا جو رنگ و نسل کے تصورات سے بہت بلند اور اِنسانیت کے لیے خیر و برکت کا موجب بنا۔ رسُول پاک ؐ نے اِنسان کو اِنسان کی غُلامی سے نجات دِلائی اور فرمایا کہ جو خُود کھاؤ وہی غلاموں کو کِھلاؤ، جو خُود پہنو وہی غلاموں کو پہناؤ۔ غلاموں کی آزادی کو نیکی قرار دیا گیا۔ غریبوں اور کمزوروں کے حقوق غاصبوں سے دلوائے۔ عورتوں کو معاشرے میں ایک بلند مقام حاصل ہُوا۔ تقویٰ اور نیکی ہی اِنسان کی بڑائی کی ضمانت بنے۔

معاشی زِندگی

اِسلام معاشی عدل پر زور دیتا ہے۔ اسلام اِس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک شخص تو خُوب مزے کرے اور دوسرے کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نہ ملے۔ امیروں کو غریبوں کی مدد کے لیے کہا گیا۔ لوگوں کو زکوٰۃ اور صدقات کی

تاکید کی۔ زکوٰۃ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس سے معاشرے کی معاشی ناہمواریاں دُور ہوتی ہیں اور ایثار اور محبّت کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ غریبوں اور ناداروں کی امداد کے لیے بیت المال قائم کیا گیا۔ سُودی لین دین کو حرام قرار دیا۔ یہ ایک بہت بڑی لعنت ہے۔ چوری، ڈکیتی، ذخیرہ اندوزی وغیرہ یہ سب کچھ اسلام سے پہلے عربوں کی آمدنی کے ذرائع تھے۔ لیکن اسلام نے ان سب برائیوں کو ختم کر دیا۔ تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت کو روزی کا ذریعہ ٹھہرایا۔

(ج) اشاعتِ اسلام اور توسیع سلطنت

بحرِ اوقیانوس تا مشرق بعید

رسول اکرمؐ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "لوگو! خدا نے مجھے ساری دُنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اس رحمت کو دُنیا میں عام کر دو۔ اُٹھو اور حق کا پیغام ساری دُنیا کو سناؤ۔" آپؐ نے مختلف قبائل کے سرداروں اور رئیسوں کو خطوط لکھے اور اسلام کی دعوت دی۔ آپؐ نے حبشہ، رُوم، ایران اور مصر کے حکمرانوں کے ہاں اپنے ایلچی روانہ کیے اور انھیں اسلام قبول کرنے کا پیغام پہنچایا۔ اشاعت اسلام میں مُبلّغین، تاجر، عرب آبادکار اور اسلامی فتوحات بہت مددگار ثابت ہوئے۔ اسلام نے ابتدائی دور میں جس تیزی سے فروغ حاصل کیا اُس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے لوگوں میں اتحاد، ایثار اور جہاد کا جو جذبہ پیدا کیا اسے دُنیا کی کوئی طاقت شکست نہ دے سکی۔ اسی طاقت اور جذبے کے تحت انھوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو فتح کیا اور بڑی بڑی طاقتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ صرف سو سال کے عرصے میں مسلمانوں کی کوششوں کے نتیجے میں اسلامی حکومت بحرِ اوقیاس سے دریائے سندھ تک پھیل گئی اور مفتوحہ علاقوں کی اکثریت نے اسلام کے نظامِ حیات کو قبول کر لیا۔

رسولِ اکرمؐ کے زمانے میں اسلام تمام عرب میں پھیل چکا تھا۔ حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ کے عہد میں شام اور عراق کے کچھ حصّے اسلامی مملکت میں شامل ہوئے۔ حضرت عُمر فاروق رضؓ کے دورِ خلافت میں بہت زیادہ فتوحات ہُوئیں۔ دمشق اور شام کے پُورے علاقے فتح ہو گئے۔ بیت المقدس مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ عراق اور ایران فتح ہوئے۔ افریقہ میں مصر اور طرابلس میں اسلامی پرچم لہرانے لگے۔ مشرق میں اسلامی حکومت کی حدیں مکران تک پہنچ گئیں۔

خُلفائے راشدین کے بعد اموی خاندان نے فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت امیر معاویہؓ

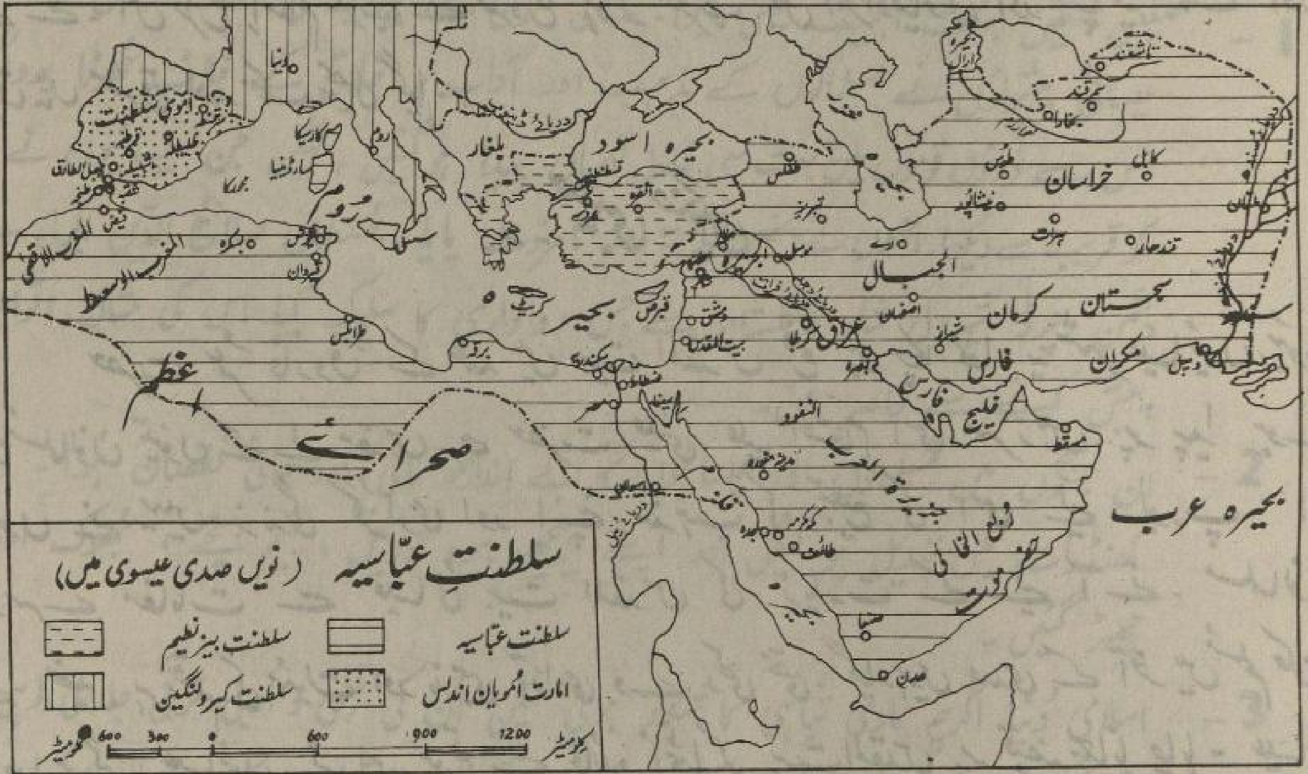
کی سلطنت بہت وسیع تھی۔ آپ کی حکومت کابل تک پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کا بحری بیڑہ بہت طاقت ور تھا۔ آپ نے رومیوں کو شکست دے کر قبرص کے جزیرہ پر قبضہ کیا۔

افریقہ کے عوام نے اپنے عیسائی حکمران سے تنگ آکر امیر معاویہؓ کو حملے کی دعوت دی۔ یہاں کا حکمران نہایت ظالم تھا اور لوگوں سے سختی سے ناجائز ٹیکس وصول کرتا تھا۔ عقبہ بن نافع شمالی افریقہ کے دشوار گزار علاقوں کو فتح کرتا ہُوا افریقہ کے وسطی حصّوں تک پہنچ گیا۔ تیونس اور الجزائر پر مُسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ سوڈان پر لشکر کشی کی گئی اور اس کے کثیر حصّے پر قبضہ کر لیا گیا۔ افریقہ کے سرکش بربروں کو کُچل دیا گیا اور قیروان کی مشہور چھاؤنی قائم کی گئی تاکہ افریقہ میں مستقل اور پائیدار امن قائم رہے۔

ولید بن عبدالملک کا عہد فتوحات کا عہد تھا۔ خُوش قسمتی سے ولید کو قتیبہ بن مُسلم، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نُصیر اور محمّد بن قاسم جیسے نامور سپہ سالاروں کی خدمات میسّر آئیں۔ جن کی بدولت فتوحات کا ایک ایسا سِلسلہ شروع ہُوا کہ عہد فارُوقی کی یاد تازہ ہو گئی۔ قتیبہ بن مُسلم نے ترکستان کی مکمّل فتح کا ایک جامع منصُوبہ بنایا۔ بلخ، بخارا، طبرستان، فرغانہ اور خوارزم کی فتح کا سہرا قتیبہ کے سر ہے۔ ترکستان کی مکمّل فتح کے بعد قتیبہ نے کاشغر کو فتح کیا۔ چین کے خاقان (حکمران) نے جزیہ کا وعدہ کر کے مسلمانوں سے صُلح کر لی۔

سپین جسے ہسپانیہ یا اندلس بھی کہا جاتا ہے یورپ میں واقع ہے۔ یہ مُلک مُسلمانوں کے حملے سے پہلے سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی ابتری کا شکار تھا۔ سپین کے حکمران راڈرک کے ظلم و ستم سے تنگ آکر بہت سے لوگ شمالی افریقہ میں پناہ لے چکے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو اندلسی حکومت کی زیادتیوں کے متعلق بتاتے رہتے تھے۔ مُوسیٰ بن نُصیر نے خلیفہ سے اجازت لے کر اپنے ایک جرنیل طارق بن زیاد کو سپین فتح کرنے کا حکم دیا۔ مُسلمان اگرچہ تعداد میں کم تھے لیکن انھیں اپنے جذبۂ ایمان اور ہمّت پر اِتنا بھروسہ تھا کہ جن جہازوں میں بیٹھ کر سپین کے ساحل پر اُترے تھے انھیں آگ لگا دی۔ مُسلمانوں کے مقابلے میں ہسپانیہ کے لوگوں کو شکست ہُوئی اور عیسائی بادشاہ مارا گیا۔ چند مہینوں کے اندر قریب قریب پُورا سپین فتح ہو گیا اور مُسلمانوں نے قریبًا سات سو سال تک یہاں حکُومت کی۔

سِندھ میں مُسلمان بنُو امیّہ کے دَور میں وارد ہُوئے۔ محمّد بن قاسم کی آمد سے پہلے یہاں عرب تاجر آتے رہتے تھے۔ محمّد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر مُلتان تک کے سارے



علاقے کو فتح کر لیا اور برِّصغیر میں اسلامی سلطنت کی بُنیاد رکھی۔ محمّد بن قاسم کے حسنِ سلوک اور مُسلمانوں کے طرزِ زندگی کو دیکھ کر اکثر لوگ مُسلمان ہو گئے۔ محمّد بن قاسم کے بعد سُلطان محمُود غزنوی اور شہاب الدّین محمّد غوری کی فتوحات نے اسلامی سلطنت کو وسعت بخشی۔ حضرت داتا گنج بخش رحؒ حضرت معین الدّین چشتیؒ اور دُوسرے بہُت سے اولیائے کرامؒ کی کوششوں سے بے شمار لوگوں نے اِسلام قبول کیا۔

سری لنکا، انڈونیشیا اور ملائیشیا میں عرب تاجروں کے مرکز قائم ہو چکے تھے۔ یہاں اکثریت ہندومت اور بُدھ مت کی تھی۔ بزرگانِ دین اور عرب آباد کاروں کی کوششوں سے یہاں اشاعتِ اِسلام کا کام زوروں سے ہُوا اور یہ وسیع علاقہ دائرہ اسلام میں آگیا۔ ملائی مُسلمان جزائر فلپائن سے چین کے ساحل تک پھیل گئے۔ انھوں نے اپنے اعلیٰ کردار اور عمل سے یہاں کے لوگوں کے دِل موہ لیے اور بہُت سے لوگوں نے اِسلام قبول کر لیا۔ اِسلام کی تعلیم سادہ اور سچّی تھی۔ ہر قسم کے توہّمات سے پاک تھی۔ اِس میں ہر فرد کے لیے باہمی محبّت اور خلوص کا درس موجُود تھا۔ صدیوں سے توہّمات اور ظُلم وستم کے ستائے ہُوئے لوگ اِسلام کی سادہ اور

پاکیزہ تعلیم سے بہت متاثر ہوئے۔ وہ دینِ حق کی طرف راغب ہوئے اور بھاری تعداد میں مسلمان ہونے لگے۔ اس طرح اسلام عرب سے شروع ہو کر مغرب میں بحرِاوقیانوس اور ہسپانیہ تک اور مشرق میں مشرقِ بعید تک پھیل گیا۔

د۔ صلیبی جنگیں

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں بیت المقدس فتح ہو چکا تھا۔ یہ شہر عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں تینوں کے لیے مقدس ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام اسی سرزمین پر پیدا ہوئے۔ انھوں نے یہیں زندگی گزاری اور اپنے مذہب کی تبلیغ کی اسی لیے یورپ اور دوسرے مقامات سے عیسائی بیت المقدس کی زیارت کے لیے آتے۔ مسلمانوں نے انھیں ہر قسم کی سہولت اور مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ گیارہویں صدی کے آخر میں مسلم حکومت کمزور ہو گئی۔ عیسائیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بیت المقدس پر قبضہ جمانا چاہا۔ عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں نے یورپ کے عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف اُکسایا اور اعلان کیا کہ بیت المقدس کی فتح میں جو شخص حصّہ لے گا اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اس اعلان نے یورپ کو مذہبی جنون میں مبتلا کر دیا اور عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد مذہبی لڑائی لڑنے کے لیے یروشلم کی طرف روانہ ہو گئی۔ مذہبی لڑائیوں کا یہ سلسلہ قریبًا ڈیڑھ سو سال تک جاری رہا۔ صلیب عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اس لیے ان لڑائیوں کو صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے۔ کُل نو صلیبی جنگیں ہوئیں۔

پہلی صلیبی جنگ 1095ء میں مسلمانوں کو آپس کی نا اتفاقی کی وجہ سے شکست کھانی پڑی۔ اور اُن کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ دوسری صلیبی جنگ میں مسلمانوں نے صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں عیسائیوں کو عبرت ناک شکست دی۔ بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ بیت المقدس کی فتح صلیبیوں کے لیے موت کے پیغام سے کم نہ تھی۔ سارے یورپ میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ تیسری جنگ میں قریبًا سارا یورپ شریک ہوا۔ اس لڑائی میں عیسائیوں کا نقصان مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوا۔ صلیبیوں کے کہنے پر فریقین میں صلح کا معاہدہ ہوا۔ اس کے بعد بھی مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مزید چھ لڑائیاں ہوئیں لیکن عیسائیوں کو تباہی اور شکست کے سوا کچھ نہ ملا۔ آخر ان کا جنگی جنون ختم ہوا اور یہ صلیبی جنگیں 1270ء میں اختتام کو پہنچیں۔

صلیبی جنگوں کی اہمیّت و نتائج

1 - صلیبی جنگیں بہت اہمیّت رکھتی ہیں۔ مذہبی جنون نے یورپ کی مختلف قوموں کو متّحد کر دیا۔ عیسائی پیشواؤں نے مسلمانوں کے مذہب اور آداب و اخلاق کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کیا، جس سے دونوں قوموں میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔ لیکن جن عیسائیوں نے مسلمانوں کو قریب سے دیکھا۔ انھوں نے انھیں شائستہ اور بامروّت پایا۔ سُلطان صلاحُ الدّین ایّوبی نے اپنے دشمن رچرڈ شیردِل شاہ اِنگلستان سے جس رواداری کا سلوک کیا اس کی مثال اقوامِ یورپ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

2 - ان جنگوں میں مُسلمانوں اور عیسائیوں کا بے اندازہ مالی اور جانی نقصان ہُوا۔ آبادیاں کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں اور اپنے پیچھے بیوہ عورتیں، یتیم بچّے، بھوک اور افلاس چھوڑ گئیں۔

3 - اسلامی دُنیا اگرچہ مادی تباہی کا شکار ہُوئی لیکن اُن کی عِلمی و اَدبی ترقّی جاری رہی۔ یورپ نے مُسلمانوں سے مورچہ بندی کے طریقے اور آتشیں ہتھیاروں کا اِستعمال سیکھا۔ یورپ تنگ نظری اور جہالت کا شکار تھا۔ مسلمانوں کی وسیع القلبی اور عِلمی ترقّی نے اہلِ یورپ کو بہُت متاثر کیا اور ان کی ذہنی حالت بدل ڈالی جس سے احیائے علوم کے لیے فضا سازگار ہُوئی۔

4 - یورپ جاگیرداری کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا تھا جس سے بہُت سی معاشی اور معاشرتی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اِسلامی رِیاستوں کے ساتھ میل جول کے بعد یورپ میں نظامِ جاگیرداری میں اصلاح شروع ہو گئی۔ جاگیرداروں کی طاقت کم ہونے سے اہلِ یورپ نے مذہبی طبقہ کی بالادستی سے نجات حاصل کی۔

5 - یورپ اور مغربی ایشیا میں بڑے پیمانے پر تجارت ہونے لگی۔ اہلِ یورپ نے تجارت کے لیے نئے نئے سمندری راستے تلاش کرنا شروع کیے۔ اشیا کے بدلے اشیا کی خرید و فروخت کی بجائے سکّہ کا رواج عام ہُوا اور صنعت و حرفت نے بھی ترقّی کی۔

سوالات

1- ظہورِ اِسلام سے قبل عربوں کی زندگی کیسی تھی ؟
2- حضور اکرمؐ کی وہ کون سی تعلیمات ہیں جنھوں نے عربوں کی کایا پلٹ دی ؟
3- حضرت عُمرِ فارُوق رضؓ کے زمانے کی اہم فتوحات بتائیے۔
4- فتح سپین کا مختصر حال لکھیے۔
5- مشہور جنرل قتیبہ بن مُسلم کی فتوحات کا ذکر کیجیے۔
6- صلیبی جنگوں کے اسباب پر روشنی ڈالیے۔
7- صلیبی جنگوں کے اہم نتائج بیان کیجیے۔
8- خالی جگھوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

(الف) عربوں کا سب سے اہم پیشہ ______ تھا۔
(ب) طارق بِن زیاد موسیٰ بِن نُصیر کا ______ تھا۔
(ج) رچرڈ شیر دِل ______ کا بادشاہ تھا۔
(د) ایران ______ کے عہد میں فتح ہُوا۔
(ہ) کُل ______ صلیبی جنگیں ہُوئیں۔

عملی کام

1- خلفائے راشدین رضؓ کے عہد میں اِسلامی سلطنت کی حدُود دُنیا کے نقشہ میں ظاہر کیجیے۔
2- مقدس مقامات کی تصویریں جمع کیجیے۔

باب 3:

مُسلم دُنیا اور نو آبادیاتی نظام

اسلام کی سادہ اور پاکیزہ تعلیمات نے عربوں کو ایک نیا جوش اور ولولہ دیا۔ وہ میدانِ عمل میں نکلے اور سو سال کے عرصے میں ایک وسیع سلطنت کے مالک بن گئے۔ ہسپانیہ سے مشرقِ بعید تک اُن کی شان دار حکومتیں قائم ہُوئیں۔ مسلمانوں نے غیر مُسلموں کو اپنی حکمت اور دانائی سے متاثر کیا۔ اِن کے کردار میں ایسی کشش اور عظمت تھی کہ غیر مُسلم جوق در جوق حلقۂ اِسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ جب تک مسلمانوں نے قرآن پاک اور حدیث نبویؐ پر عمل کیا، غیر مسلم انھیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ لیکن جب داخلی انتشار، بدکرداری، غدّاری، بد انتظامی اور خُود غرضی نے گھر کر لیا تو وہ غیروں کے محکوم ہو گئے۔ انھی خرابیوں کی وجہ سے انگریزوں، فرانسیسیوں، ولندیزوں اور دُوسری یورپین قوموں نے انھیں زیر کر لیا۔ بیرونی طاقتوں نے یہاں کے عوام کی سیاسی، اقتصادی اور فوجی طاقت کو اس قدر کمزور بنا دیا کہ ان میں سوچنے کی طاقت تک نہ رہی اور وہ ایک طویل عرصے تک غلامی کی زِندگی گزارتے رہے۔ جب ذرا ہوش آیا تو کھوئی ہُوئی عظمت و شوکت بحال کرنے کا جذبہ پیدا ہُوا۔ چنانچہ دُنیائے اِسلام میں بہت سی آزادی کی تحریکیں شرُوع ہُوئیں۔ سامراجی طاقتوں کے خلاف آزادی کی جدّوجہد شروع ہو گئی، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے وسیع علاقے سامراجی طاقتوں سے آزاد ہُوئے اور وہاں مُسلم حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اِس وقت چھوٹی بڑی قریبًا پچاس آزاد مسلم مملکتیں انڈونیشیا سے لے کر شمالی افریقہ تک پھیلی ہُوئی ہیں۔ ان میں سے چند اہم مُلکوں کی تحریک آزادی کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

تُرکی

موجودہ ترکی کا زیادہ تر حصّہ مغربی ایشیا میں واقع ہے۔ اس کی آبادی تین کروڑ تراسی لاکھ ہے۔ انقرہ اِس کا دارالحکومت ہے۔ 1299ء میں عثمان اوّل نے ترکی میں دولتِ عثمانیہ کی بنیاد رکھی جو 1921ء تک قائم رہی۔ ترک قوم بڑی بہادر اور محنتی ہے۔ اُس نے تھوڑے ہی عرصے میں یورپ کے وسط تک اپنی بہادری اور برتری کے جھنڈے گاڑ دیے اور ان کی سلطنت افریقہ، ایشیا اور یورپ کے برِاعظموں تک پھیل گئی۔ یورپ کی طاقتوں نے ترکی

کو ختم کرنے کے لیے کئی لڑائیاں لڑیں لیکن ترکوں نے اپنا خون دے کر اس کی حفاظت کی۔

پہلی جنگِ عظیم میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا مگر شکست کھائی۔ اتحادیوں نے مل جل کر دولتِ عثمانیہ کے حصّے بخرے کر ڈالے۔ الجزائر، تیونس اور مراکش فرانسیسیوں کو مل گئے۔ عراق، اُردن اور فلسطین پر انگریز قابض ہو گئے۔ شام اور لبنان فرانس کے ہاتھ آئے۔ مصر پر پہلے ہی انگریزوں کا قبضہ تھا۔ اس طرح دولت عثمانیہ کا ایک وسیع علاقہ نو آبادیاتی نظام کے تحت آگیا۔

ان حالات میں ترکی کی اپنی آزادی خطرے میں پڑ گئی۔ چاروں طرف مایوسی اور افراتفری تھی۔ لیکن مصطفےٰ کمال پاشا نے بڑے حوصلے اور بہادری سے ترکی کی آزادی کی حفاظت کی۔ غیر ملکیوں کو ترکی سے باہر نکال دیا۔ منتشر اور شکست خوردہ قوم کو ایک نئی زندگی دی۔ بادشاہت کا خاتمہ کر دیا گیا اور **1923**ء میں ترکی ایک جمہوریہ بن گیا۔ ترکی کی موجودہ شان و شوکت اور خوشحالی مصطفےٰ کمال کی مرہونِ منت ہے، اسی لیے انھیں "اتاترک" یعنی ترکوں کا باپ کہا جاتا ہے۔

شام و لبنان

شام و لبنان سرزمین عرب کا زرخیز ترین علاقہ ہے۔ یہ علاقہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے عہدِ خلافت میں فتح ہُوا۔ **1516**ء میں عثمانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے سلطنتِ عثمانیہ کا ایک صُوبہ بنا دیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگلستان اور فرانس نے عرب مُلکوں کو آپس میں بانٹ لیا۔ شام اور لبنان فرانس کے حصّے میں آئے۔ شروع ہی سے فرانس نے شام کے مقابلے میں لبنان کی طرف زیادہ توجّہ دی کیوں کہ یہاں عیسائیوں کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ مُسلم آبادی نے اپنی آزادی کے لیے کوشش کی اور بالآخر دوسری جنگِ عظیم **1939**ء تا **1945**ء کے بعد ان دونوں مُلکوں کو آزادی مل گئی۔

فلسطین

پہلی جنگِ عظیم کے زمانے میں اُردن کے مغرب میں واقع فلسطین پر انگریزوں کا تسلّط تھا۔ انھوں نے یہاں یہودیوں کو بسانا شروع کر دیا اس سے عربوں میں بڑی بے چینی پھیلی اور جگہ جگہ فسادات شروع ہو گئے۔ انگریزوں نے یہودیوں کا ساتھ دیا اور رفتہ رفتہ یہودی مُلک کے ایک بڑے علاقے پر قابض ہو گئے۔ دُوسری جنگِ عظیم کے بعد **1948**ء میں یہودیوں نے مغربی اقوام کی حمایت سے ایک ریاست اِسرائیل قائم کر لی اور وہاں سے عربوں کو نکال دیا۔ یہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں اب تک بڑی مُصیبت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ عربوں اور یہودیوں کے درمیان کئی لڑائیاں ہو چکی ہیں مگر ابھی تک

یہودی عربوں کے ایک وسیع علاقے پر قابض ہیں۔ اسرائیل نے مشرقِ وسطیٰ میں جارحیت اور عرب دشمنی کا بدترین روّیہ اختیار کیا ہُوا ہے اور فوجی طاقت اور بیرونی امداد سے علاقے کا امن و امان تباہ و برباد کر رکھا ہے۔

عراق

عراق کا شمار دُنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ اس پر سمیریوں، یُونانیوں اور ایرانیوں کی حکومت رہی۔ حضرت عُمر فارُوق رضؓ کے عہد میں جنگِ قادسہ کے بعد یہ اسلامی سلطنت کا حصہ بنا۔ 1517ء میں سلطان ترکی نے اسے فتح کر کے ترکی میں شامل کر لیا۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران انگریزوں نے عراقیوں کو ترکی حکومت کے خلاف اُکسایا اور وعدہ کیا کہ جنگ کے بعد انھیں آزادی مل جائے گی۔ ترکی کو پہلی جنگِ عظیم میں شکست ہُوئی اور عراق اُس کے ہاتھ سے نکل گیا اور انگریز اس پر قابض ہو گئے۔ عراق کی خارجہ پالیسی اور دوسرے اہم اُمور انگریزوں کے ہاتھ میں رہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد عراق کو آزادی حاصل ہُوئی۔ 1958ء کے انقلاب نے عراق میں بادشاہت کا خاتمہ کر دیا اور جمہوری حکومت قائم ہُوئی۔ اس کے ساتھ انگریزوں کا اثر و رسُوخ بھی ختم ہو گیا، انگریزی فوجیں واپس چلی گئیں اور عراق ایک مکمل آزاد مُلک بن گیا۔

اُردن

پہلی جنگِ عظیم سے پہلے اُردن کا کوئی وجود نہ تھا۔ جنگ شروع ہُوئی تو مشرقِ وسطیٰ میں بہت سی سیاسی تبدیلیاں رُونما ہُوئیں۔ ترکی کی شکست کے بعد برطانیہ نے شام اور فلسطین کے کچھ علاقوں کو ملا کر اُردن کی بُنیاد رکھی۔ شاہ عبدُاللہ کو اُردن کا حُکمران بنا دیا گیا لیکن داخلی اور خارجی معاملات برطانیہ کی مرضی سے طے پاتے رہے۔ 1928ء سے 1946ء تک اُردن کے عوام برطانیہ کی بالادستی کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔ 1946ء میں برطانیہ نے اُردن کو آزاد اور خود مختار مُلک تسلیم کر لیا۔

مصر

مصر آج سے پانچ ہزار سال پہلے علوم و فنون اور تہذیب و تمدّن کا گہوارہ تھا۔ مصر عہدِ فاروقی میں سپہ سالار عمروؓ بن عاص کی قیادت میں فتح ہُوا۔ سولھویں صدی کے شروع میں عثمانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ کی طرف سے مملوک مصر پر حکومت کرتے رہے۔ 1798ء میں فرانس کے عظیم سپہ سالار نپولین بونا پاٹ نے اُسے فتح کیا۔ لیکن نپولین کے بعد محمّد علی نے فرانسیسیوں کو مصر سے نکال دیا اور حکومت خُود سنبھال لی۔ 1869ء میں نہر سویز تعمیر ہُوئی۔ مصر کے عیاش اور نکمّے حکمران اسمٰعیل پاشا نے نہر کے حصّے

پہنچنے شروع کر دیے اور اس طرح انگریزوں کا اثر و رسوخ بڑھنے لگا۔ مصر 1883ء سے 1922ء تک برطانیہ کے ماتحت رہا۔ اس عرصہ میں برطانیہ نے مصر کو خوب لوٹا اور نہر سویز پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ موجودہ صدی کے آغاز میں مصری عوام میں آزادی کے لیے تڑپ پیدا ہوئی۔ برطانیہ مصر کی خود مختاری تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا مگر کچھ اختیارات اپنے قبضے میں رکھے اور یہ معاہدہ کیا کہ نہر سویز کا علاقہ بیس برس تک انگریزوں کے قبضے میں رہے گا۔ مگر مصریوں نے اپنی مکمّل آزادی کے لیے جدّوجہد جاری رکھی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔ 1952ء میں شاہ فاروق مُلک سے چلے گئے اور مصر ایک جمہوریہ بن گیا۔ جمال ناصر مصر کے صدر بنے۔ صدر ناصر نے نہر سویز کو قومی تحویل میں لے لیا۔ چنانچہ 1956ء میں برطانیہ، اسرائیل اور فرانس نے مل کر مصر پر حملہ کر دیا۔ لیکن مصریوں کی بہادری اور بین الاقوامی مخالفت کے پیشِ نظر انھیں پسپا ہونا پڑا اور نہر سویز پر مصریوں کا قبضہ قائم رہا۔ اس طرح مصر کو مکمّل آزادی نصیب ہوئی۔

سوڈان

سوڈان کا علاقہ مصر سے ملا ہُوا ہے۔ اس میں مُسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہاں بھی انگریزوں نے قبضہ جمایا ہوا تھا۔ مہدی سوڈانی نے جن کا اصلی نام سیّد محمّد احمد تھا بیرونی تسلط کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ جنوبی سوڈان کے قبائل نے ان کی حمایت کی۔ مہدی نے چار سال کے عرصے میں سوڈان کو برطانیہ اور مصر کے چُنگل سے آزاد کرایا۔ مہدی کی وفات کے بعد سوڈان کے حالات خراب ہو گئے اور برطانیہ نے دوبارہ اُس پر قبضہ کر لیا۔

اِنتظامی اعتبار سے سوڈان مصر کا ایک صُوبہ بنا رہا۔ جب انگریزوں نے 1922ء میں مصر کو آزادی دی تو سوڈان کو اپنے قبضے میں رکھا۔ مصر نے سوڈان پر کئی بار اپنا دعویٰ جتایا لیکن انگریز نہ مانے۔ 1956ء میں قومی تحریک کے پیش نظر برطانیہ نے سوڈان کو آزاد کر دیا۔

لیبیا

لیبیا شمالی افریقہ کے وسط میں بحیرۂ روم کے ساحل پر ایک اسلامی مُلک ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں اٹلی نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہاں کی عرب آبادی کو ظُلم وستم کا نِشانہ بنایا۔ لیبیا کی اقتصادی حالت بالکل تباہ ہو گئی۔ دوسری جنگِ عظیم میں اٹلی کو شکست ہُوئی اور یہ مُلک انگریزوں کے ہاتھ آگیا۔ کچھ حصّے پر فرانس

قابض ہوگیا۔ 1951ء میں اقوامِ متّحدہ نے لیبیا کو آزاد کر دیا۔ شروع میں یہاں بادشاہت قائم ہوئی مگر 1969ء میں کرنل قذافی کی سربراہی میں انقلاب آیا اور لیبیا ایک جمہوری مُلک بن گیا۔

مراکش، تیونس، الجزائر

مراکش، تیونس اور الجزائر شمالی افریقہ کے اہم مُلک ہیں۔ انیسویں صدی میں فرانس نے الجزائر اور تیونس پر قبضہ کرلیا۔ 1912ء میں مراکش کے ایک وسیع علاقے پر ہسپینی اور فرانسیسی تسلط قائم ہو گیا۔ فرانس نے ان علاقوں میں خوب لوٹ کھسوٹ کی اور عوام پر جابرانہ حکومت قائم رکھی۔ اس علاقے کے مشہور رہنما غازی عبدالکریم نے آزادی حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو اُبھارا اور ان بہادروں نے فرانس اور ہسپین کی مشترکہ فوجوں کو شکست دی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران لوگوں سے وعدے کیے گئے کہ جنگ کے ختم ہوتے ہی انھیں آزادی دے دی جائے گی۔ لیکن یہ وعدے پُورے نہیں کیے گئے۔ عوام نے ایک طویل عرصہ تک فرانس کے خلاف اپنی آزادی کی جدّوجُہد جاری رکھی۔ بہُت سی قربانیاں دیں اور بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہُوئے۔ مراکش 1956ء میں آزاد ہُوا۔ تیونس میں بھی 1957ء میں آزاد جمہوری حکومت قائم ہُوئی۔ اس طرح کچھ عرصے بعد فرانس کو مجبُوراً الجزائر کو بھی آزاد کرنا پڑا۔ تقریبًا سو سال تک فرانس کے زیرِ اثر رہنے کے بعد یہ علاقے آزاد ہُوئے۔ اب وہاں مُسلم حکومتیں قائم ہیں۔

پاکستان

پاکستان کی آزادی سے پہلے جنوبی ایشیا پر قریبًا دوسو سال تک انگریزوں کی حکومت رہی۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے قریبًا ایک ہزار سال تک برّصغیر پر حکومت کی تھی مگر مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریز جو تجارت کی غرض سے یہاں آئے تھے، مقامی حکمرانوں کو آپس میں لڑا کر چال بازی سے کام لے کر حکومت کے مالک بن بیٹھے۔
انگریزوں نے ہندوستان کی دولت سے خوب ہاتھ رنگے اور یہاں کی اقتصادی حالت مفلوج کر دی۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مُسلمانوں پر بہُت ظلم ڈھائے گئے۔ ان کا قتلِ عام کیا گیا، جائدادیں ضبط کرلیں گئیں اور اُن پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ دوسری طرف ہندُو انگریزوں سے جا ملے اور اُنھوں نے مُسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔
اس آڑے وقت میں سرسیّد احمد خان نے مسلمانوں کی رہنمائی کی اور ان کی پریشانیاں اور مصیبتیں کم کرنے کے لیے ہر طرح جدّوجُہد کی۔ 1906ء میں مُسلمانوں نے ہندو کانگریس کے مقابلے میں اپنی علیٰحدہ سیاسی جماعت مسلم لیگ بنائی۔ قائدِاعظم محمّد علی جناحؒ کی قیادت میں

مسلم لیگ روز بروز مضبوط ہوتی چلی گئی۔ 1940ء میں مُسلم لیگ نے برّصغیر میں ایک آزاد مُسلم مُملکت کا مطالبہ کیا۔ مُسلمانوں کی جدّوجُہد مختلف مرحلوں سے گُزر کر 14 اگست 1947 کو قیامِ پاکستان پر کامیابی سے ختم ہُوئی۔

بنگلہ دیش

بنگلہ دیش 1971ء میں پاکستان سے جُدا ہو کر بحیثیت آزاد مسلم ملک کے قائم ہُوا۔ اس علاقے پر 1757ء میں جنگِ پلاسی میں سراج الدولہ کی شکست سے 1947ء میں قیام پاکستان تک انگریزوں کی نوآبادیاتی حکومت قائم رہی۔ یہاں کے لوگ بھی مسلم لیگ کے ساتھ، مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد میں شریک رہے۔ 1947ء میں یہ علاقہ بھی پاکستان کے مشرقی حصّہ کی حیثیت سے آزاد ہُوا۔ مگر 1971ء میں اس نے آزاد مسلم مملکت کی حیثیت حاصل کر لی۔

انڈونیشیا

انڈونیشیا جنوب مشرقی ایشیا کا ایک اہم مُلک ہے۔ یہ مُلک قریبًا تین ہزار جزیروں پر مشتمل ہے اور جزائر شرق الہند کے نام سے بھی مشہور رہے۔ یہاں اسلام عرب تاجروں اور مبلغین کی کوششوں سے پھیلا اور آج یہ آبادی کے لحاظ سے دُنیا کا سب سے بڑا اِسلامی مُلک ہے۔

مُسلمان اِن جزیروں میں آرام کی زِندگی گزار رہے تھے کہ اچانک سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں پرتگالی تاجر وہاں پہنچے۔ وہ کئی جزیروں پر قابض ہو گئے اور تجارت پر چھاگئے۔

کچھ عرصے بعد ولندیزی تجارت کی غرض سے آئے۔ وہ تجارت میں بہُت ماہر تھے اور یورپ میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ تجارت کو منظم کرنے اور ترقی دینے کے لیے ولندیزی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد تجارت تک محدُود نہ رہے، اس نے آہستہ آہستہ سیاسی برتری کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے۔ اٹھارویں صدی تک انڈونیشیا پر ہالینڈ کا قبضہ ہو گیا۔ جب لوگوں نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی تو انھیں سختی سے دبا دیا گیا۔ آزادی کی بہت سی تحریکیں اُٹھیں لیکن کامیاب نہ ہو سکیں۔ عوام حکومت کی سخت پالیسی سے نفرت کرنے لگے اور اُنھوں نے زیادہ عزم کے ساتھ قومی تحریکوں کا آغاز کیا۔ اس میں جناب احمد سیکارنو کی قومی پارٹی پیش پیش تھی جس کا سب سے بڑا مقصد ولندیزی سامراج سے نجات حاصل کرنا تھا۔ ولندیزی حکومت نے 1929ء میں اس پارٹی کو غیر قانونی قرار دے دیا اور سیکارنو سمیت کئی رہنما نظر بند کر دیے۔ سیکارنو 1931ء میں رہا ہُوئے لیکن حکومت کو ان کی سیاسی سرگرمیاں پسند نہ آئیں اور پھر

گرفتار کر لیے گئے۔ دوسری جنگِ عظیم میں جاپانیوں کا انڈونیشیا پر قبضہ اُن کی رہائی کا موجب بنا۔ جاپان نے اِعلان کر دیا کہ انڈونیشیا کو بہت جلد آزادی مل جائے گی۔ اگرچہ 1945ء میں جاپان کو اِتحادیوں کے ہاتھوں شکست کھانا پڑی لیکن اس کی ہمدردیاں انڈونیشیا کی آزادی کے حق میں تھیں۔ جنگِ عظیم دوم کے خاتمے پر ولندیزوں نے دوبارہ انڈونیشیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہا لیکن عوامی تحریکوں نے ان کے منصوبے خاک میں ملا دیے۔ 1949ء میں انڈونیشیا ایک آزاد مسلم مملکت کی حیثیت سے دُنیا کے نقشے پر اُبھرا۔

ملائشیا

ملائشیا جنوب مشرقی ایشیا کا ایک خوشحال مُلک ہے۔ اِس سرزمین پر اسلام تاجروں اور مبلّغوں کی کوششوں سے پھیلا۔ پرتگیز اور ولندیز اس پر قبضے کے لیے کچھ عرصے تک آپس میں لڑتے رہے۔ بالآخر ولندیزوں نے پرتگیزوں کو یہاں سے نکال دیا اور بڑی سختی سے حکمرانی کرنے لگے۔ انیسویں صدی میں انگریز اس مُلک پر قابض ہو گئے۔ دُوسری جنگِ عظیم میں جاپانیوں نے ملائشیا پر قبضہ کر لیا۔ جنگ کے بعد انگریز چاہتے تھے کہ وہ دوبارہ ملائشیا پر مسلّط ہو جائیں مگر 1957ء میں مجبور ہو کر انھیں ملائشیا کو آزاد مُلک تسلیم کرنا پڑا۔

سوالات

1 پہلی جنگِ عظیم کے خاتمے پر ترکی کو کن کن علاقوں سے محروم ہونا پڑا ؟
2 مراکش اور تیونس نے فرانس سے کس طرح آزادی حاصل کی ؟
3 سوڈان میں مہدی سوڈانی کے کارناموں پر روشنی ڈالیے۔
4 انڈونیشیا نے ولندیزوں سے کس طرح آزادی حاصل کی ؟
5 مسئلہ فلسطین پر مختصر نوٹ لکھیے۔
6 مصر کی آزادی کا حال لکھیے۔
7 پاکستان کس طرح قائم ہوا ؟

8 بتائیے مندرجہ ذیل شخصیات کا تعلق کن ممالک سے ہے۔
مصطفےٰ کمال ، احمد سیکارنو ، غازی عبدالکریم ، کرنل قذافی، مہدی ، جمال ناصر، شاہ عبداللہ

9 مختصر جواب دیجیے۔
(i) مصطفےٰ کمال کو اتاترک کیوں کہا جاتا ہے ؟
(ii) فرانس نے شام کے مقابلے میں لبنان کی طرف زیادہ توجہ کیوں دی ؟
(iii) ریاست اسرائیل کب اور کس کی حمایت سے قائم ہوئی ؟
(iv) عراق پہلی مرتبہ کب اسلامی سلطنت کا حصّہ بنا ؟
(v) نہر سویز کب تعمیر ہوئی ؟

عملی کام

1 براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ کے نقشوں میں مسلم ممالک دکھائیے
2 ایک چارٹ بنائیے جس میں دنیا کے مسلم ممالک کے نام لکھیے ، یہ بھی بتائیے کہ انھوں نے کب اور کن غیر ممالک سے آزادی حاصل کی ؟

باب : 4

مُسلمانوں کی بیداری

اِسلام بڑی تیزی سے عرب سے نکل کر ایران ، شام ، عراق ، شمالی افریقہ ، سپین اور ہندوستان تک پھیل گیا۔ مذہب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے ان مُلکوں میں عظیم اِسلامی سلطنتیں قائم کیں۔ جب تک مُسلمان اِن مُلکوں میں قرآن اور حدیث پر عمل پیرا رہے، یہ مُلک مضبُوط اور مستحکم رہے۔ لیکن جب مُسلمانوں نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو فراموش کر دیا تو ان کی حالت خراب اور پست ہو گئی، جیساکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا " اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقہ مت ڈالو۔"

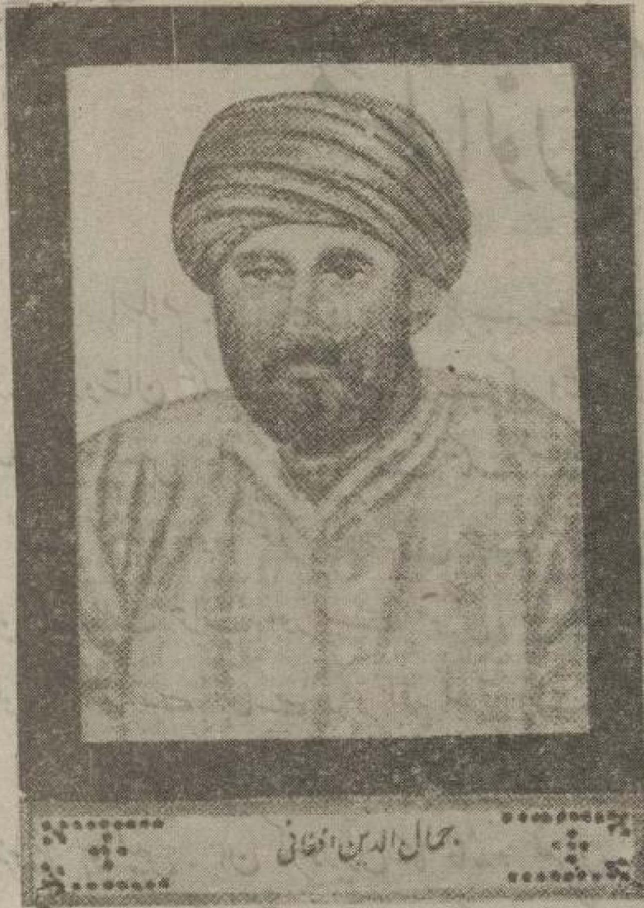
مُسلمان سازشوں ، عیّاشیوں اور خوُد غرضیوں کا شکار ہو گئے۔ باہمی جھگڑے اور لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ اِن کمزوریوں کا فائدہ غیروں نے اُٹھایا اور وہ اکثر مُسلم ممالک پر قابض ہو گئے۔ برِصغیر میں بھی جنگِ آزادی 1857ء کی ناکامی کے بعد مُسلمانوں کی مکمّل تباہی میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ ان حالات میں چند ایسی عظیم ہستیاں پیدا ہُوئیں جنھوں نے عالمِ اِسلام کی بہتری کے لیے شان دار خِدمات انجام دیں۔

(ا) رہبرانِ قوم

سیّد جمالُ الدّین افغانیؒ

سیّد جمال الدین افغانیؒ 1838ء میں افغانستان کے ایک چھوٹے سے قصبے سعد آباد میں پیدا ہُوئے۔ آپ کے والد سیّد صفدر اپنے وقت کے بہُت بڑے عالم تھے۔ سیّد صاحب اپنے والد کے ساتھ اٹھارہ برس تک کابل میں رہے اور وہیں عِلم حاصل کیا۔ سیّد جمال الدینؒ کے والد نے آپ کی تربیت اس طریقے سے کی کہ آپ مُلک و ملّت کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو گئے اور اپنی تمام عُمر عالمِ اِسلام کی خدمت میں گزار دی۔

سیّد صاحب مشرقی اور مغربی علُوم میں مہارت حاصل کر لینے کے بعد مُسلم ممالک کے دَورے پر نِکلے۔ آپ ہر وقت اس فکر میں لگے رہتے کہ مُسلمانوں کو کِس طرح متّحد کر کے ان میں آزادی کی تڑپ پیدا کی جائے تاکہ وہ غیروں کی غلامی سے نجات حاصل کر سکیں۔ آپ نے اپنی کوششوں ، تحریروں اور تقریروں سے سارے عالمِ اِسلام میں ایک نئی رُوح پھُونک



جمال الدین افغانی

دی۔ اُن کی یہ خواہش تھی کہ جو مُسلم سلطنتیں اس وقت قائم ہیں، ان میں اِتّحاد قائم کیا جائے۔ اِن کی اِس تحریک کو اتّحادِ اِسلامی یا پین اِسلام ازم کی تحریک کہا جاتا ہے۔

سیّد صاحب ایران گئے اور وہاں کے عوام کی حالت دیکھ کر آپ کو سخت صدمہ ہُوا۔ وہاں ناصرالدّین شاہ کی حکومت تھی جو لوگوں کی فلاح بہبُود سے غافل تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ ایران میں ایسی اِصلاحات نافذ کی جائیں جس سے عوام کا معیارِ زندگی بلند ہو۔ سیّد صاحب نے ناصرالدّین شاہ پر زور دیا کہ وہ مُلک کو غیر ملکیوں کی لوٹ کھسوٹ سے بچائے اور اصلاحات نافذ کرے۔ ناصرالدّین شاہ اور اس کے حواری سید صاحب کے خلاف ہو گئے لیکن سیّد صاحب نے حکُومت پر اپنی تنقید جاری رکھی۔ اس لیے انھیں گرفتار کر کے ایران سے باہر نکال دیا گیا۔ اِن کے ایران سے جانے کے بعد ایک شخص رضا کرمانی نے شاہ ناصرالدّین کو گولی مار دی۔ کہا جاتا ہے کہ رضا کرمانی سیّد صاحب کا شاگرد تھا۔ بہرحال ایران کو ایک ظالم بادشاہ کے ظُلم وستم سے چھٹکارا مل گیا۔

سیّد صاحب نے مصر میں بھی کافی عرصہ گزُارا اور وہاں لوگوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ مصر فرانس اور برطانیہ کے پنجے سے آزاد ہو جائے۔ آپ کے ایک شاگرد سیّد محمّد احمد نے، جو مہدی سوڈانی کے نام سے مشہُور ہیں سوڈان میں انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور انگریزوں کو وہاں سے نکال دیا۔ اِن کے ایک شاگرد اعرابی پاشا نے مصر میں انگریزوں کے خلاف ہتھیار سنبھالے لیکن کامیاب نہ ہُوئے۔ آپ کے ایک اور شاگرد سعد زاغلول پاشا نے مصر میں وفد پارٹی قائم کی، جس نے برطانوی طاقت پر ضرب کاری لگائی۔

سیّد صاحب نے ترکی میں بھی کافی وقت گزُارا اور حکومت پر زور دیا کہ وہ مُلک میں اصلاحات نافذ کرے۔ آپ چاہتے تھے کہ ترکی اپنی کھوئی ہُوئی عظمت کو دوبارہ پالے تاکہ

اِسلامی ممالک کی قیادت کر سکے۔ وہ جانتے تھے کہ مُسلمانوں کا جب تک کوئی مرکز نہیں ہو گا وہ مُتحد نہیں ہو سکیں گے۔ انھوں نے ترکی میں قیام کے دَوران اِتّحاد عالَم اِسلام پر بڑا زور دیا۔

مندرجہ بالا مُمالک کے علاوہ آپ ہندوستان ، رُوس ، فرانس اور یورپ کے دُوسرے مُلکوں میں بھی تشریف لے گئے اور مُسلمانوں کی آزادی کے لیے جدّوجُہد کرتے رہے۔ آپ گزشتہ صدی میں اتّحاد عالَم اِسلام کے سب سے بڑے حامی تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا مِشن اُن کے شاگردوں نے جاری رکھا۔ کِسی نے کیا خُوب کہا ہے کہ جب بھی دُنیائے اِسلام میں اتّحاد کا نعرہ بلند ہوگا اس میں سیّد جمال الدّین افغانی کی رُوح کار فرما ہوگی۔

سیّد جمال الدّین اِفغانی عرصہ دراز تک عالَم اِسلام کی سر بلندی کے لیے کام کرتے رہے۔ زِندگی کے آخری حصّے میں بھی آپ روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے تھے۔ آپ نے 1897ء میں ترکی میں وفات پائی۔ 1945ء میں حکومت اِفغانستان نے ترکی سے ان کی لاش منگوا کر کابل میں دفن کر دی۔

مُفتی مُحمّد عَبدہٗ

مفتی محمّد عبدہٗ مِصر کے ایک گاؤں شبشیر میں 1849ء میں پیدا ہُوئے۔ اُن کا اصل نام محمّد اور اُن کے والد کا نام عبدہٗ تھا۔

اِبتدائی تعلیم اپنے ہی علاقے میں حاصل کی اور پھر مصر کے پایۂ تخت قاہرہ تشریف لے گئے اور الازہر یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ الازہر یونیورسٹی اُس زمانے میں مُسلمانوں کی سب سے بڑی درس گاہ تھی اور آج بھی دُنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی خیال کی جاتی ہے۔ آپ نے الازہر یونیورسٹی سے عالمیہ کی سند حاصل کی۔ اِنھی دنوں آپ کی ملاقات سیّد جمال الدّین اِفغانی سے ہو گئی، جنھوں نے آپ کے دِل میں اِسلام اور مُسلمانوں کی خدمت کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا۔ مفتی صاحب نے اپنے کام کا آغاز مصر سے کیا اور انگریزی تسلّط کے خلاف جدّوجُہد شروع کر دی۔ آپ کو یقین تھا کہ مُسلمانوں کی نجات

اسی میں ہے کہ وہ اِسلام کے بتائے ہُوئے راستے پر چلیں۔ آپ نے مُسلمانوں کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اخبارات اور رسالوں میں مضامین لکھے اور مُلک کا دورہ کرکے اپنی تقریروں سے لوگوں کے دلوں کو جذبۂ آزادی سے گرما دیا۔ آپ نے سیّد جمال الدین کے ساتھ مِل کر پیرس میں مُسلمانوں کی اِصلاح اور ترقّی کے لیے ایک انجمن بنائی اور ایک ہفت روزہ رسالہ بھی نکالا۔ اس رسالے میں یہ تلقین کی گئی تھی کہ مُسلمان مِل کر اللہ کی رسّی کو مضبُوطی سے پکڑے رکھیں تاکہ اِن کی کھوئی ہُوئی شان وشوکت دوبارہ بحال ہو سکے۔ آپ 1898ء میں مصر واپس آگئے۔ اور اپنی وفات 1905ء تک مُفتی اعظم کے عہدے پر فائز رہے۔

مفتی صاحب مُسلمانوں کے خیرخواہ تھے۔ اِسلام کے لیے اُن کے دِل میں بے پناہ محبّت تھی۔ مفتی صاحب کے شاگردوں نے بھی مختلف ممالک میں آزادی کا پیغام پہنچایا۔ مفتی صاحب نے جو تحریک شروع کی وہ بالآخر کامیاب رہی اور یورپی اقوام کو عرب علاقوں سے نکلنا پڑا۔

مولانا محمّد علی جوہر

مولانا محمّد علی جوہر 1878ء میں ایک سابقہ مُسلم ریاست رام پُور میں پیدا ہُوئے۔ آپ ابھی دو سال ہی کے تھے کہ آپ کے والد جناب عبدُالعلی خان کا اِنتقال ہو گیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں آپ کی والدہ کا بہُت بڑا حصّہ ہے۔ آپ نے بریلی، علی گڑھ اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی۔ انگلستان سے واپسی پر کچُھ عرصے ملازمت کی لیکن جلد ہی سیاست میں آگئے۔ آپ مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں سے چھٹکارا دِلوانا چاہتے تھے۔ آپ نے انگریزوں کی کھُل کر مخالفت کی اور کئی بار جیل جانا پڑا۔ آپ تقریر و تحریر کے دھنی تھے۔ آپ کے انگریزی اخبار "کامریڈ" نے مُسلمانوں میں ایک نئی رُوح پھُونک دی۔ آپ کا اخبار اتنا اعلیٰ تھا کہ انگریز افسران بھی شوق سے پڑھتے تھے۔ آپ کا ایک دوسرا اُردو اخبار "ہمدرد" بھی بہُت مشہور ہُوا۔ ہمدرد اخبار میں مولانا نے جب ترکوں کی حمایت میں مضمون لکھے تو آپ اور آپ کے بھائی مولانا شوکت علی کو قید کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد آپ نے تحریکِ خلافت چلائی۔ انگریزوں نے مولانا محمّد علی جوہر اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور مظاہرین پر بڑی سختیاں کیں، لیکن ان لوگوں کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا۔ تحریکِ خلافت میں محمّد علی جوہر نے جو کام کیا وہ



تاریخ آزادی میں ہمیشہ یاد رہے گا۔

آپ برصغیر کی آزادی کے سلسلے میں لندن تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں پہلی گول میز کانفرنس میں ایک پُرجوش تقریر کی اور کہا "اگر آپ میرے مُلک کو آزادی نہیں دیں گے تو میں غُلام مُلک میں واپس نہیں جاؤں گا اور آپ کو مجھے یہاں قبر کے لیے زمین کا ایک ٹکڑا دینا ہوگا۔"

اور ایسا ہی ہُوا۔ اِس کانفرنس میں ہند و پاکستان کی آزادی کی بات چیت کامیاب نہ ہُوئی۔ کانفرنس کے زمانے ہی میں مولانا کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی میّت کو 1931ء میں بیت المقدس میں لے جا کر دفن کیا گیا۔

علامہ محمدّ اقبال

علامہ محمّد اقبال 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہُوئے۔ بچپن ہی سے بہت ذہین اور ہونہار تھے۔ اِبتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ اُس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفہ میں ایم۔اے۔ کی ڈگری حاصل کی۔ پھر انگلستان سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور جرمنی سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ یورپ سے واپس آکر آپ نے وکالت شروع کر دی، لیکن آپ کا دِل اپنی قوم کی تباہ حالی سے پریشان تھا۔ آپ کے دِل میں مُسلمانوں کا درد کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا۔ دُنیا کے کسی حصّے میں اگر مُسلمانوں کو تکلیف ہوتی تو آپ بے قرار ہو جاتے۔ مُسلمانوں کی عظیم تاریخ آپ کے سامنے تھی اور اب اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے مُسلمانوں کو ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا۔ مُسلمانوں پر اقوامِ یورپ بڑے بڑے مظالم توڑ رہی تھیں۔ مغربی تہذیب مُسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ بنی ہُوئی تھی۔ مُسلمان پستی اور غفلت میں گرفتار تھے۔ علاّمہ نے اپنے زورِ قلم سے مُسلمانوں کو آزادی کی دعوت دی اور خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ آپ نے اپنے کلام سے مُسلمانوں کو اپنا پیغام پہنچایا، انھیں جدّوجُہد اور باعمل زندگی کا درس دیا، اُنھیں قرآنِ پاک



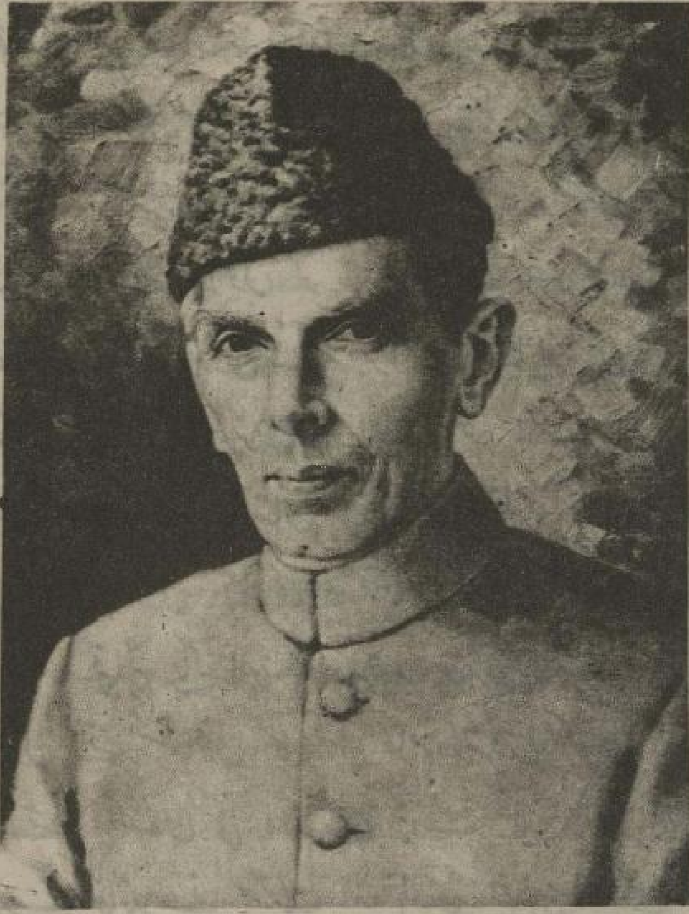
اور حدیثِ نبوی ؐ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

علامہ اِقبال اِسلامی اِتحاد کے بہت بڑے حامی تھے۔ آپ غُلام قوموں کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ برصغیر کے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کے غلبے سے نجات دِلوانا چاہتے تھے۔ اُس وقت انگریز اور ہندو مِل کر مُسلمانوں پر چھائے ہوُئے تھے اور ہندوؤں کی یہ خواہش تھی کہ جب انگریز برِصغیر سے چلے جائیں تو وہ اپنی اکثریت کے بَل بوتے پر مُسلمانوں پر حکومت کریں۔ اِن حالات میں علاّمہ اقبال نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جنوبی ایشیا کے جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو وہاں ان کا ایک علیحدہ آزاد وطن بنایا جائے، کیوں کہ ہندو اور مُسلمان دو الگ قومیں ہیں جو اپنی تاریخ، تہذیب، مُعاشرت اور مذہب غرض ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ 1930ء میں مُسلم لیگ کے الٰہ آباد کے جلسے میں آپ نے برصغیر کے مُسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ اور آزاد وطن کا تصوّر پیش کیا۔

جس آزاد مملکت کا تصوّر علامہ نے پیش کیا وہ 14 اگست 1947ء کو معرضِ وجوُد میں آئی۔ آپ 21 اپریل 1838ء کو اس دُنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کا مزار مشہور تاریخی شاہی مسجد لاہور کے بڑے دروازے کے ساتھ ہے۔ آپ کے کارناموں اور پُرجوش قومی شاعری کی وجہ سے آپ کو "شاعرِ مشرق" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی شاعری کے مجموعوں میں بانگِ درا، بالِ جبریل، پیامِ مشرق اور ضربِ کلیم بہت مشہور ہیں۔

قائدِاعظم محمّد علی جناحؒ

قائدِاعظم محمّد علی جناح 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوُئے۔ آپ کے والد جناح پُونجا کراچی کے ایک مشہوُر تاجر تھے۔ آپ کے آباء و اَجداد کاٹھیاواڑ سے آکر کراچی میں آباد ہوگئے تھے۔



آپ نے 1892ء میں مشن ہائی سکول کراچی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اِنگلستان' چلے گئے۔ 1896ء میں واپس آکر بمبئی میں وکالت شروع کی۔ اپنی دیانت داری، محنت اور ذہانت سے آپ نے مُلک کے قانون دانوں میں ایک اہم مقام حاصل کیا۔

قائدِاعظم محمد علی جناح نے نوجوانی ہی میں سیاست میں حصّہ لینا شروع کر دیا۔ آپ ابتدا میں کانگریس کے ممبر تھے۔ اُس وقت مُسلم لیگ قائم نہیں ہُوئی تھی۔ اُن دنوں آپ ہندو مُسلم اتحاد کے بہُت بڑے حامی تھے، لیکن ہندوؤں کی زیادتیوں سے آپ کو بہُت جلد احساس ہو گیا کہ ہندوؤں اور مُسلمانوں کے راستے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں۔ ہندو اپنی آبادی کی اکثریت کی وجہ سے اپنے آپ کو برِّصغیر کے سیاہ و سفید کا مالک سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک کانگریسی لیڈر نے یہ دعویٰ کیا کہ برّصغیر میں انگریز اور کانگریس ہی دو طاقتیں ہیں۔ آپ نے جواباً کہا کہ برّصغیر میں ایک تیسری طاقت مُسلمانوں کی بھی موجُود ہے۔ آپ چودہ برس تک کانگریس کے رُکن رہے لیکن 1920ء میں کانگریس نے جب عدم تعاون کی تحریک شروع کی تو آپ کانگریس سے ہمیشہ کے لیے الگ ہو گئے۔ اب قائدِاعظم کے سامنے ایک ہی مقصد تھا کہ مُسلم لیگ کو مضبُوط بنایا جائے۔ 1928ء میں نہرو رپورٹ نے ہندوؤں کے ارادے ظاہر کر دیے۔ آپ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں اپنے چودہ نکات پیش کیے جو مسلمانوں کے مذہبی، ثقافتی اور سیاسی حقوق کی ضمانت تھے۔ 1931ء میں آپ نے گول میز کانفرنس اِنگلستان میں شرکت فرمائی۔ آپ 1934ء تک اِنگلستان میں رہے۔ مُسلمانوں کے اصرار پر آپ واپس ہندوستان چلے آئے اور مُسلمانوں کی قیادت بڑے ذوق و شوق اور محنت سے کرنے لگے۔ چنانچہ 1935ء کے آئین کے تحت جب انتخابات ہُوئے تو مُسلم لیگ نے

انھی کی زیرِ قیادت انتخابات میں حصّہ لیا۔

مارچ 1940ء میں قائدِ اعظم کی صدارت میں منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) لاہور میں ایک قرارداد منظور کی گئی جو قراردادِ پاکستان کے نام سے مشہور ہُوئی۔ اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ مُسلم اکثریت والے علاقوں کو ملا کر ایک خودِ مختار اسلامی حکومت قائم کی جائے۔ اِس قرار داد کے خلاف ہندوؤں نے بڑا شور مچایا لیکن مسلمانوں کی آزادی کا قافلہ قائدِاعظم کی دلیرانہ رہنمائی میں آگے بڑھتا رہا۔ بالآخر انگریز اور ہندو دونوں نے قائدِاعظم کے سامنے گھٹنے ٹیک دِیے اور پاکستان کا مطالبہ منظور کر لیا۔ 14 اگست 1947ء کو ایک علیحدہ مُسلم مملکت معرضِ وجُود میں آئی، اور قائدِاعظم پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ہندوؤں نے مُسلمانوں پر بہت ظلم کیے۔ اپنے علاقوں میں انھوں نے مُسلمانوں کا قتلِ عام شرُوع کر دیا۔ لاکھوں مہاجرین پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہُوئے۔ پاکستان کی اور بھی بہُت سی دُشواریاں تھیں۔ خزانے میں پیسہ برائے نام تھا لیکن ہمارے قائد نے ہمّت نہ ہاری اور ہندوؤں کی ہر سازش کا مقابلہ بڑی جواں مردی سے کیا۔ سخت محنت اور دِن رات کے کام سے آپ کی صحت بہُت خراب ہو گئی اور آپ 11 ستمبر 1948ء کو ہمیشہ کے لیے ہم سے جُدا ہو گئے۔ آپ کا مزار کراچی میں ہے۔

قائدِاعظم کا شمار دُنیا کے صفِ اوّل کے مدبّروں اور سیاست دانوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ بغیر جنگ لڑے آپ نے برّصغیر کی دو طاقتوں یعنی انگریزوں اور ہندوؤں کو شکست دی اور برِّصغیر کے مُسلمانوں کو محکومی سے نجات دِلائی اور اُن کے لیے ایک علیحدہ آزاد وطن حاصل کیا۔

(ب) مُسلم ممالک کے مابین اِتّحاد و تعاوُن:

پاکستان اسلام کی بُنیاد پر وجُود میں آیا، اس لیے اِسلامی ممالک سے دوستی رکھنا اور اتحاد قائم کرنا اس کی خارجہ پالیسی کا بُنیادی اصُول ہے۔ برّصغیر کی تقسیم سے پہلے بھی یہاں کے مُسلمان دوسرے مُسلم ممالک کے غم اور خوشی میں شریک رہے۔ خلافتِ ترکی کا مسئلہ ہو یا مسئلۂ فلسطین، مُسلمانوں نے انھیں ہمیشہ اپنے مسائل سمجھا ہے۔ تمام مُسلمانوں کو یہ احساس

بھی ہے کہ اگر وہ ایک دوسرے کے دُکھ میں شریک نہ ہُوئے تو ان کی آزادی کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ تمام صاحب رائے افراد یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مُسلم بلاک دُنیا کا سب سے موثر اور مضبُوط بلاک ثابت ہو سکتا ہے کیوں کہ ایک تو اس کی جغرافیائی پوزیشن بہت اہم ہے اور دوسرے یہ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ اس بات کے پیش نظر مُسلم بلاک کو مضبُوط بنانے کے لیے جو کُچھ کیا گیا ہے اس کا ذکر مختصرًا ذیل میں کیا جاتا ہے۔

اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای۔سی۔او)

1964ء میں پاکستان، ایران اور ترکی میں ایک معاہدہ ہُوا، جسے آر۔سی۔ڈی یعنی علاقائی تعاون برائے ترقی کہتے تھے۔اب اس کا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای۔سی۔او) کر دیا گیا ہے۔ اس کی رُو سے یہ تینوں مُلک اقتصادی ترقّی اور تعاون کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

اِس تنظیم کے اہم مقاصد یہ ہیں:

1- آزاد تجارت کی ترقّی۔
2- ڈاک کی سہُولتیں مہیا کرنا اور ان کی شرح یکساں کرنا۔
3- شہری ہَوا بازی کی ترقّی۔
4- جہاز رانی میں تعاون۔
5- ریلوں اور سڑکوں کی تعمیر کا اِنتظام۔
6- سیر و سیاحت کی ترقّی۔
7- فنی اور تکنیکی امداد اور ماہرین کے تبادلے۔
8- یونیورسٹیوں میں ایک دوسرے کے علُوم کے شعبے قائم کرنا۔

اِس تنظیم کا سب سے بڑا ادارہ علاقائی وزارتی کونسل ہے، جس میں تینوں ممالک کے نمائندے شامل ہیں۔ اِس کے دوسرے ادارے علاقائی منصوبہ بندی کونسل اور سیکرٹریٹ ہیں۔ سیکرٹری جنرل کا تقرر تینوں حکومتیں باری باری تین سال کے لیے کرتی ہیں۔ اس تنظیم نے کئی مشترکہ ادارے قائم کیے ہیں۔ اس تنظیم سے تینوں مُلک ایک دُوسرے کے بہُت قریب ہو گئے ہیں اور مشترکہ کوششوں سے تینوں مُلکوں میں ترقّی ہُوئی ہے۔ انجن سازی، کاغذ سازی، مصنُوعات بجلی و ٹیکسٹائل، سیمنٹ، بسوں کی مشینری، ٹی وی وغیرہ کے مختلف منصُوبوں پر عمل ہو رہا ہے۔ تینوں مُلکوں کے درمیان طلبہ کے تبادلے کیے جاتے ہیں۔

اخباری نمائندوں اور صحافیوں کے وفد بھی ایک دوسرے مُلک کا دَورہ کرتے ہیں۔

فی الحال اس تنظیم میں صرف تین مُلک ہی شامل ہیں۔ اگر اس کا دائرہ مزید وسیع کر دیا جائے تو عالمِ اسلام کے اتحاد کو بہُت زیادہ فائدہ ہو گا۔

عرب لیگ

دُوسری جنگِ عظیم کے بعد افریقہ اور ایشیا کے اِسلامی مُمالک آزاد ہونے لگے اور مُسلمانوں میں اتحاد و مفاہمت کا جذبہ اُبھرا۔ چنانچہ چودہ عرب ممالک نے عرب لیگ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس کا مقصد یہ تھا کہ عرب مُمالک خاص طور پر اور دُنیا کے دوسرے اسلامی مُلک عام طور پر ایک دوسرے سے تعاون کریں اور ترقّی کی دوڑ میں آگے نکلیں اور وقت آنے پر مشترکہ دُشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

عرب لیگ کے تمام اراکین کی ایک کونسل ہے جس میں ہر ممبر ریاست کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کا ایک سیکرٹریٹ بھی ہے۔ اِس کے علاوہ مختلف کمیٹیاں بھی ہیں جو ثقافتی، معاشی اور فوجی اُمور اور دوسرے معاملات پر بات چیت کر کے ان کا حل تلاش کرتی ہیں۔ اگر ممبر مُمالک میں اختلاف پیدا ہو جائے تو عرب لیگ اس کا تصفیہ کرنے کے لیے آگے بڑھتی ہے۔ یہ فلسطین کے حق میں اور اسرائیل کے خلاف تنظیموں کو بھی منظّم کرتی ہے۔

اِتّحادِ مُسلمانانِ عالم

ہمیں علم ہے کہ سارے مُسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اگر تمھارا اتّحاد ختم ہو گیا تو تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مُسلمان جب تک متحد و منظّم رہے اور احکاماتِ اِلٰہی کے پابند رہے دُنیا کی کوئی طاقت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ لیکن جب وہ اللہ کے راستے سے ہٹ گئے تو وہ دوسروں کے غُلام ہو گئے۔

اسلامی کانفرنس

مسلم مفکروں اور مدبّروں نے ہر دَور میں اتّحادِ عالمِ اسلام پر زور دیا ہے۔ مُسلم مُمالک کے سربراہوں نے وقت کے تقاضوں کو سمجھا اور باہمی مشورے سے اِسلامی کانفرنس کی بُنیاد رکھی۔ **1969** ءمیں اِسلامی کانفرنس کا اِنعقاد مراکش کے دارالحکومت رباط میں ہُوا۔ اِتّحاد و اِتّفاق کا دُوسرا مظاہرہ **1974** ء میں لاہور میں ہُوا جب ساری دنیائے اسلام کے سربراہ

اسلامی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں مسلمانوں نے اتحاد اور یک جہتی کا عزم کیا، اِسرائیل کے خلاف عربوں کی جدّوجُہد کی حمایت کی، بیت المقدس اور دوسرے عرب علاقوں کو اسرائیل سے آزاد کرانے کا تہیّہ کیا اور مختلف مُسلم ممالک کی اقتصادی اور معاشی حالت بہتر بنانے کا پروگرام مرتّب کیا۔ تیسری اِسلامی کانفرنس جنوری 1981ء میں ریاض (سعودی عرب) میں ہُوئی۔ اس کانفرنس نے یہُودیوں کے عزائم کی سخت مذمّت کی اور اقوامِ عالم کو بتا دیا کہ مسئلہ فلسطین کے حل کے بغیر عالمی امن مُمکن نہیں۔ چوتھی اسلامی سربراہ کانفرنس جنوری 1984 میں مراکش میں ہوئی۔ اِن کانفرنسوں کے علاوہ بھی مُسلم مُمالک کے رہنما آپس میں وقتاً فوقتاً مِلتے رہتے ہیں اور اِتحاد و تعاون کی نئی نئی راہیں نکالتے رہتے ہیں۔ سب کو احساس ہے کہ اِتّفاق میں برکت ہے اور ہماری بقا اِسی میں ہے۔

سوالات

1- سیّد جمال الدّین افغانی نے مسلمانوں کی بہتری کے لیے کیا کچھ کیا؟

2- مفتی محمّد عبدہٗ نے مصر کے مُسلمانوں کے لیے کیا خدمات سرانجام دیں؟

3- تشکیل پاکستان میں علامہ اقبال نے کیا کردار ادا کیا؟

4- قائدِاعظم کے حالاتِ زندگی مختصرًا لکھیے۔ انھوں نے حصُولِ پاکستان کے لیے کیا اقدامات کیے؟

5- او۔آئی۔سی کے ممبر ممالک کون کون ہیں۔ اِس تنظیم کے اہم مقاصد کیا ہیں؟

6- مختصر جواب دیجیے:

(الف) مولانا محمد علی جوہر کے انگریزی اور اُردو اخبارات کے نام بتائیے۔

(ب) پین اسلام ازم اور تحریکِ خلافت کے بانی کون تھے؟

(ج) عرب لیگ کے ممبر ممالک کی تعداد کیا ہے؟

عملی کام

1- علّامہ اِقبال کی زندگی (1877ء تا 1938ء) پر ایک چھوٹا سا چارٹ بنائیے، جس میں اہم واقعات سَن وار درج کیجیے۔

2- عالمِ اسلام کے رہنماؤں کی تصاویر کا ایک البم بنائیے۔

باب : 5

سطح

مُسلم مُمالک کے اہم طبعی حالات

مُسلم ممالک دُنیا کے وسیع علاقے میں پھیلے ہُوئے ہیں۔ اس وسیع علاقے کی سطح ایک جیسی نہیں ہے۔ کہیں دُور دُور تک پہاڑی سِلسلے پھیلے ہُوئے ہیں اور کہیں سطوح مُرتفع ہیں۔ کہیں زرخیز دریائی میدان ہیں، تو کہیں بڑے بڑے ریگستانی علاقے اور کہیں طویل سمندری علاقے ہیں۔ مُسلم ممالک کی سطح کو ہم مندرجہ ذیل حِصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1- پہاڑ پہاڑی سِلسلے مشرق میں انڈونیشیا اور ملائشیا سے لے کر افریقہ کے شمال مغربی علاقے تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ مُسلم ممالک میں زیادہ تر کوہ ہمالیہ اور اُس کی شاخیں کمان کی شکل میں پھیلی ہُوئی ہیں۔ مُسلم ممالک کے زیادہ تر پہاڑ شکن دار ہیں۔

بنگلہ دیش کے چٹاگانگ کے علاقے میں کوہ ہمالیہ کی مشرقی شاخیں پھیلی ہُوئی ہیں۔ انڈونیشیا میں بہُت سے زندہ آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ اس لیے وہاں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ پاکستان میں کوہ کیرتھر، کوہ سُلیمان، کوہ ہندوکش اور کوہ قراقرم کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ کوہ ہندوکش کے سلسلے افغانستان تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ کوہ قراقرم میں دُنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے۔ٹو واقع ہے۔

ایران میں البرز کے پہاڑ، ترکی کے شمال میں کوہ بنطس اور جنوب میں کوہ طودروس واقع ہیں۔ یہ شمالی اور جنوبی پہاڑ آرارات کے مقام پر ملتے ہیں۔ یہاں کی زمین کا پوست کمزور ہے اس لیے یہاں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ ترکی کے جنوب میں اور شام اور عراق میں بھی پہاڑی سِلسلے پھیلے ہُوئے ہیں۔ جزیرہ نما عرب کا جنوبی اور مغربی حصّہ پہاڑی ہے۔ ان میں پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں۔ برّاعظم افریقہ کا شمال مغربی اور وسطی حصّہ پہاڑی ہے۔ مراکش میں ان پہاڑی سِلسلوں کو کوہ اطلس کہتے ہیں۔ یہی پہاڑی سِلسلے شمال مغرب میں برِّاعظم یورپ میں جا نکلتے ہیں جہاں ان پہاڑوں کو کوہ ایلپس کہا جاتا ہے۔

مُسلم مُمالک کے یہ شکن دار پہاڑ بہت اہم ہیں۔ ان ممالک کے بیشتر دریا اِنھی پہاڑی سِلسلوں سے نکلتے ہیں جو میدانی علاقوں کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ پہاڑ معدنی دولت

سے مالا مال ہیں۔ گرمیوں میں اِن پہاڑی سلسلوں کی وجہ سے بعض مسلم ممالک جیسے بنگلہ دیش اور پاکستان میں بارش ہوتی ہے اور سردیوں میں یہ علاقے وسطی ایشیا کی یخ بستہ ہواؤں سے محفوظ رہتے ہیں۔

2- **سطح مُرتفع** مُسلم ممالک میں واقع شمالی پہاڑی سلسلوں کے درمیان کئی سطح مُرتفع واقع ہیں۔ پاکستان میں سطح مُرتفع بلوچستان اور سطح مُرتفع پوٹھوہار ہیں۔ ایران میں سطح مُرتفع کوہ البرز اور کوہ زاغروس کے درمیان واقع ہے۔ افغانستان میں واقع سطح مُرتفع مقابلتاً بلند ہے۔ ملائشیا اور انڈونیشیا میں بھی سطح مُرتفع ہیں۔ انڈونیشیا میں بورنیو اور جاوا کے وسطی اور سماٹرا کے مغربی حصّے میں سطح مُرتفع واقع ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کا زیادہ علاقہ سطح مُرتفع پر مشتمل ہے۔ ترکی میں اناطولیہ کی سطح مُرتفع کا علاقہ کوہ پنطس اور کوہ طوروس کے درمیان واقع ہے۔

برّاعظم افریقہ کے پہاڑی سلسلوں میں بھی سطوح مُرتفع واقع ہیں۔ کوہ اطلس کے سلسلوں میں تل کی سطح مُرتفع واقع ہے۔

مُسلم ممالک کی سطوح مُرتفع زرعی لحاظ سے اتنی اہم نہیں ہیں، کیوں کہ ان کے زیادہ تر علاقے یا تو بنجر اور غیرآباد ہیں یا ریگستانی ہیں۔ ان سطوح مُرتفع میں جہاں پانی دستیاب ہے صرف وہی علاقے زرخیز ہیں۔

3- **دریائی میدان** مُسلم دُنیا کے کئی مُمالک میں بڑے بڑے دریا بہتے ہیں جن کی وادیاں بہُت زرخیز ہیں۔ میدانوں کی زرخیزی کا دارو مدار یا تو بارش پر ہوتا ہے یا دریاؤں کے پانی پر۔ مُسلم ممالک کی چند دریائی وادیاں بہُت مشہُور ہیں۔

برّاعظم ایشیا میں بنگلہ دیش میں بہُت سے دریا بہتے ہیں۔ ان میں گنگا، برہم پُتر اور میگھنا زیادہ مشہُور ہیں۔ اِن دریاؤں کی وادیاں بہُت زرخیز ہیں۔ اِن میں دریائے برہم پُتر اور گنگا کی وادیاں بہُت مشہُور ہیں۔

پاکستان میں دریائے سِندھ اور اس کے معاون بہتے ہیں۔ یہاں دریائے سِندھ کی وادی ہے۔ یہ میدان اِنھی دریاؤں کی لائی ہُوئی مٹّی سے بنے ہیں۔ ان دریاؤں پر جگہ جگہ بند باندھ کر نہروں کے ذریعے آب پاشی کی جاتی ہے۔

اُردن میں دریائے اُردن کی وادی کو دریائے اُردن سیراب کرتا ہے۔ اُردن کا فلسطینی

علاقہ اِسی دریا کی وجہ سے زرخیز ہے۔ اس دریا کی وادی کو وادیٔ فاروق بھی کہتے ہیں۔

عراق اور شام میں دریائے دجلہ اور فرات کی وادی بہت مشہور ہے۔ دریائے دجلہ اور فرات پہاڑوں سے نکل کر خلیج فارس میں گرتے ہیں۔ ان دریاؤں کا درمیانی میدانی علاقہ بہت زرخیز ہے۔

دریائے نیل کی وادی، جو برّاعظم افریقہ میں واقع ہے دریائے نیل سے سیراب ہوتی ہے۔ یہ دریا جھیل وکٹوریہ سے نکل کر یوگنڈا کے پہاڑی علاقے میں بہنے کے بعد سوڈان اور مصر سے ہوتا ہُوا بحیرہ رُوم میں گرتا ہے۔ یہ دریا ان دونوں ممالک کے میدانی علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصر کو تحفۂ نیل کہا جاتا ہے۔

مُسلم دُنیا کی مندرجہ بالا پانچوں دریائی میدانی وادیاں بہت اہم ہیں۔ دریاؤں کے پانی سے فائدہ اُٹھانے کے لیے اِن پر بند باندھ کر آبپاشی کی جاتی ہے۔ پاکستان اور مصر کے بند دُنیا کے بڑے بڑے بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ دریائی میدان اپنی زرخیزی کے لیے بہت مشہُور ہیں۔

انڈونیشیا، ملائشیا اور افغانستان میں نہ تو مشہُور دریا بہتے ہیں اور نہ ہی وسیع میدانی علاقے ہیں۔ دریائے کابل بھی افغانستان کے تھوڑے سے پہاڑی حصّے میں بہتا ہے۔ ان ممالک میں چھوٹے چھوٹے دریا اور ندی نالے بہتے ہیں جن کا پانی مقامی طور پر اِستعمال ہوتا ہے۔

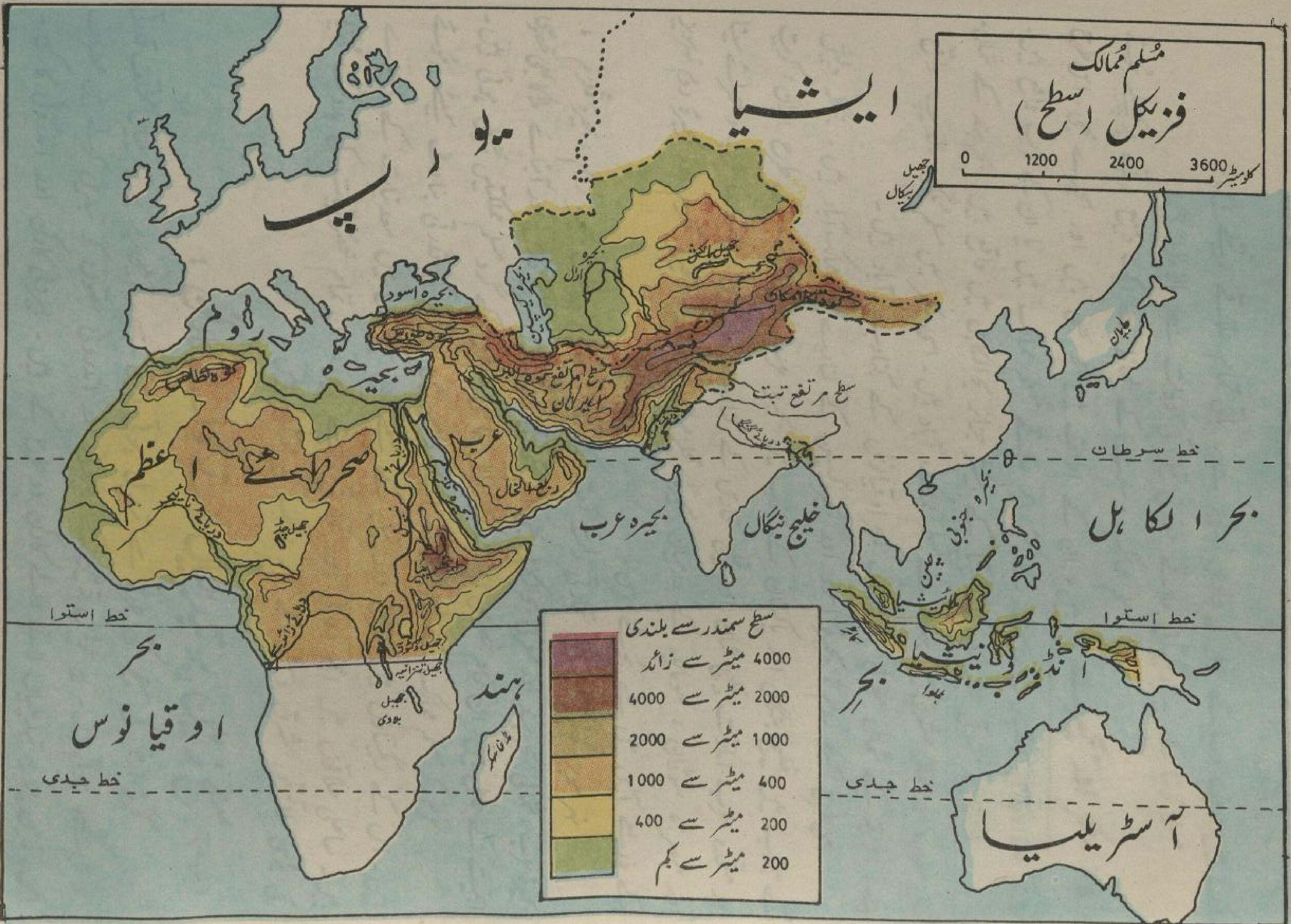
4- ریگستان

مُسلم دُنیا کے اکثر ممالک میں بارش بہُت کم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اُن ممالک میں ریگستان پائے جاتے ہیں۔ یہ علاقے مشرق میں کم اور مغرب میں زیادہ ہیں۔ تھر اور چولستان کا ریگستانی علاقہ پاکستانی علاقے سندھ اور بہاولپور میں واقع ہے۔ اِسی طرح پاکستان میں بلوچستان کا جنوب مغربی حصّہ بھی ریگستانی ہے۔

ایرانی ریگستانی علاقہ پاکستان کے مغربی حصّے سے شرُوع ہو کر عراق تک چلا گیا ہے۔

صحرائے سینا کا علاقہ جزیرہ نما عرب کی شمال مغربی سرحد سے ملا ہُوا ہے۔ جزیرہ نما عرب کے مشرقی حصّے میں بھی ریتلے علاقے پائے جاتے ہیں۔

صحرائے اعظم شمالی افریقہ کے ممالک مصر، سوڈان، لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش کے جنوبی حصّوں میں پھیلا ہُوا ہے۔ صحرائے اعظم کے مشرقی اور شمالی حصّے زیادہ ریتلے ہیں۔ اِن



مُسلم مُمالک
فزیکل (سطح)
0 1200 2400 3600 کلومیٹر
ایشیا
یورپ
جھیل بیکال
بحیرہ اسود
بحیرہ ارال
جاپان
سطح مرتفع تبت
سطح مرتفع ایران
عرب
ربع الخالی
صحرائے اعظم
بحیرہ روم
خط سرطان
بحیرہ عرب
خلیج بنگال
بحرالکاہل
انڈونیشیا
جاوا
بحر ہند
بحر اوقیانوس
خط استوا
خط جدی
آسٹریلیا
مڈغاسکر
سطح سمندر سے بلندی
4000 میٹر سے زائد
2000 میٹر سے 4000
1000 میٹر سے 2000
400 میٹر سے 1000
200 میٹر سے 400
200 میٹر سے کم

ممالک میں صرف دریائے نیل کی وادی زرخیز ہے۔ باقی تمام علاقے ریتلے ہیں۔

مسلم دُنیا کے یہ ریگستانی علاقے معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔

5- بحر اور بحیرے

مُسلم ممالک وسعت کے لحاظ سے ایک وسیع رقبے پر پھیلے ہُوئے ہیں۔ ان کے اطراف میں بحر بھی ہیں اور بحیرے بھی۔ اس طرح تجارتی اور دفاعی اعتبار سے سمندر کے کئی اہم علاقے مُسلم ممالک میں یا ان کے قریب واقع ہیں۔

ملائشیا کا مشرقی حصہ اور انڈونیشیا کے بیشتر جزائر بحرالکاہل میں واقع ہیں۔ بحرِہند کے شمال، شمال مغرب اور شمال مشرق میں بہت سے مسلم ممالک آباد ہیں۔ اسی بحر میں مسلم مُلک مالدیپ واقع ہے۔ افریقہ کے شمال مغربی مسلم ممالک بحرِاوقیانوس کے کنارے آباد ہیں۔

اسی طرح بحیرہ رُوم، بحیرۂ اسود اور بحیرہ کیسپین کے کنارے بھی مُسلم ممالک آباد ہیں۔ بنگلہ دیش کے جنوب میں خلیج بنگال اور پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ اسی طرح ایران، کویت اور متّحدہ عرب امارات خلیج عمان اور خلیج فارس کے کنارے آباد ہیں۔ جزیرہ نما عرب وصحرائے سینا اور مصر، سوڈان، صومالیہ کے درمیان بحیرۂ قلزم واقع ہے۔ بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ روم نہرسویز کے ذریعے آپس میں ملے ہُوئے ہیں۔

نہرسویز دُنیا میں اہم تجارتی راستہ تصوّر کی جاتی ہے۔ اِسی طرح بحیرۂ رُوم، بحیرۂ قلزم، بحیرۂ عرب، شمالی بحرِ ہند اور مغربی بحرالکاہل بھی اہم تجارتی راستے ہیں۔ خلیج فارس اور آبنائے ملاکا بھی خصوصی اہمیّت کے حامل ہیں۔ ان تمام خصوصی اہمیّت کے حامل ساحلی علاقوں کے گرد مسلم مملکتیں پھیلی ہوئی ہیں۔

غرض کہ مسلم ممالک کے طبعی حالات اپنے دامن میں ہر قسم کی قُدرتی بناوٹ سمیٹے ہُوئے ہیں۔ اس کے ریگستانوں میں زمین دوز تیل کے چشمے اور پہاڑوں میں معدنیات کے ذخیرے ہیں۔ ساحلی علاقوں میں اہم دفاعی اور تجارتی راستے ہیں۔ ان تمام خصُوصیّات کی بدولت دُنیا کی بڑی طاقتیں مشرقِ وسطیٰ کے مُسلم ممالک کی محتاج ہیں۔

(ب) سطح زمین پر تبدیلیاں لانے والے کارکُن:

کرۂ ارض کی سطح کئی طرح سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ زمین پر یہ تبدیلیاں مختلف قدرتی عوامل سے ہوتی ہیں۔ یہ عوامل زمین کے بیرونی اور اندرونی حصّوں کو تبدیل کرنے میں مصروف ہیں۔ زمین پر یہ تبدیلیاں لانے والے کارکن دو طرح کے ہیں۔ بیرونی کارکن اور اندرُونی کارکن۔

تبدیلیاں لانے والے بیرونی کارکن :

یہ کارکن وہ ہیں جو سطح زمین کے باہر سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں سورج ، ہوا ، بارش ، دریا ، سمندری لہریں اور سیل یخ یا گلیشیئر شامل ہیں۔

سُورج دن کو سُورج کی شعاعوں سے سطح زمین کی چٹانیں گرم ہو کر پھیلنا شروع کر دیتی ہیں۔ رات کو درجۂ حرارت کم ہونے کی وجہ سے یہی چٹانیں سکڑ جاتی ہیں۔ اس طرح چٹانیں پھیلنے اور سکڑنے کے عمل سے ٹوٹتی پھُوٹتی رہتی ہیں۔ ریگستانی علاقوں میں دن اور رات کے درجہ حرارت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اس لیے وہاں چٹانوں کی شکست و ریخت کا عمل لگاتار ہوتا رہتا ہے۔ ریگستانی علاقوں میں چٹانیں ٹوٹ پھوٹ کر ریت یا سنگریزوں میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

ہَوا تیز ہَوائیں زمین کی سطح پر موجود مٹّی ، ریت اور سنگریزوں وغیرہ کو ایک جگہ سے دُوسری جگہ پھینکتی رہتی ہیں۔ اس طرح زمین کی اصلی سطح ان کے نیچے دب جاتی ہے۔ یہ عمل ریگستانی علاقوں میں زیادہ تیزی سے ہوتا ہے۔ ہَواؤں کے عمل سے وہاں ریت کے ٹیلے بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ ریت سے بھری ہُوئی ہَوائیں جب دوسری چٹانوں سے ٹکراتی ہیں تو ریگ مال کا کام کرتی ہیں اور آہستہ آہستہ اُن کو توڑتی پھوڑتی رہتی ہیں۔ اس طرح چٹانوں کی اصلی شکل بدلتی رہتی ہے۔ مُسلم ممالک کے ریگستانی علاقوں تھر، چولستان اور صحرائے اعظم کے علاقوں میں ہوا کا یہ عمل نمایاں ہے۔ صاف ہوا نہ صرف ہمارے ماحول کا اہم جزو ہے بلکہ انسانی زندگی کے لیے نا گزیر ہے۔ موجودہ صنعتی دور میں خاص طور پر صنعتی گنجان شہروں میں مختلف قسم کی کثافتیں اور زہریلی گیسیں ہوا میں مسلسل شامل ہوتی رہتی ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان ، حیوان اور پودے بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

بارش بارش سے سطح زمین کی نرم چٹانیں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ بارش کا پانی ان نرم چٹانوں کو بہا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ اِس طرح نیچے کی چٹانیں نظر آنے لگتی ہیں۔ بارش کے بار بار کے عمل سے سطح زمین میں تبدیلیاں

آتی رہتی ہیں۔ مسلسل اور موسلادھار بارشوں کی وجہ سے اکثر ملکوں کے دریاؤں میں پانی بڑھ جاتا ہے جو طغیانی کا باعث بنتا ہے۔ مسلم ممالک میں موسم برسات کی بارشیں دریاؤں میں طغیانی کا سبب بنتی ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے وسیع رقبہ زیر آب آجاتا ہے اور اس سے قدرتی ماحول متاثر ہوتا ہے۔

دریا

بہتے ہوئے دریا زمین کی سطح کو بدلتے رہتے ہیں۔ دریا کے پانی کا عمل دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ زمین کی سطح کو کریدتے رہتے ہیں۔ دوسرا اس کریدے ہوئے مادے کو اس جگہ سے منتقل کر کے دوسری جگہ بچھاتے رہتے ہیں۔
دریا اپنی پہاڑی منزل سے جو مواد اپنے ساتھ لاتا ہے اُسے میدانوں میں یا اپنے ڈیلٹا کے قریب بچھا دیتا ہے۔ دریا اپنا باقی مواد سمندر کی تہ میں جمع کرتے رہتے ہیں۔ اِس طرح دریا زمین کی سطح کو تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ مُسلم ممالک بنگلہ دیش اور پاکستان کی میدانی وادیاں دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی ہی سے بنی ہیں۔

دریا جن علاقوں سے گزرتے ہیں اُن کے ماحول پر بہت سے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ پہاڑوں سے لائی ہوئی معدنیات میدانوں میں بکھیرتے ہیں جو زمین کی زرخیزی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ دریاؤں کے کناروں پر درخت اور جنگلات لگانے سے ماحول پر مزید خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سمندر کی لہریں

سمندر کی سطح پر ہواؤں سے لہریں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ یہ لہریں ساحل سمندر سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ ان کے بار بار ساحل سے ٹکرانے کی وجہ سے ساحل کی نرم چٹانیں ٹوٹتی پھوٹتی رہتی ہیں۔ یہ ٹوٹی پھوٹی چٹانیں جب سمندر میں پہنچتی ہیں تو آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے ریت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اِسی ریت کو لہریں ساحل سمندر پر بچھا دیتی ہیں۔ سخت چٹانیں سمندر میں مختلف اشکال میں کھڑی نظر آتی ہیں۔ لہروں کے عمل سے ساحلی پہاڑی علاقوں میں غار بن جاتے ہیں۔ اس طرح سمندر کی لہریں سطح زمین کو تبدیل کرتی رہتی ہیں۔ سمندر پانی اور خوراک کا وسیع ذخیرہ ہیں اور بنی نوع انسان کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں سمندر دنیا کے

مجموعی ماحول کو برقرار رکھتے ہیں۔ موجودہ دور میں سمندروں میں جہاز رانی اور تیل کے حادثاتی اخراج کی وجہ سے سمندری پانی میں آلودگی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے مچھلی اور دیگر سمندری مخلوق کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

مسلم ممالک کے ساحلی علاقوں میں یہ تبدیلیاں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔

سیل یخ یا گلیشئر

قطبین اور بلند پہاڑوں پر شدید سردی کی وجہ سے اکثر برف باری ہوتی رہتی ہے۔ پہاڑی وادیوں اور قطبی میدانی علاقوں میں برف کی تہیں جمع ہوتی رہتی ہیں۔ برف کے بڑے بڑے تودے پہاڑی ڈھلوانوں سے سرکنا شروع کر دیتے ہیں۔ برف کے اس سرکتے ہوئے انبار کو سیل یخ یا گلیشیئر کہتے ہیں۔ سیل یخ یا گلیشیئر کے سرکنے سے زمین کی سطح کی چٹانیں گھِس گھِس کر ٹوٹتی رہتی ہیں۔ اسی طرح جب یہ سیلِ یخ یا گلیشیئر میدانی علاقوں میں پہنچ کر پگھل جاتا ہے تو اس میں موجود چٹانی مواد میدانوں کی سطح پر پھیل کر اس کی اصلی حالت کو بدل دیتا ہے۔ سیلِ یخ یا گلیشیئر اپنے عمل سے سطح زمین کو تبدیل کرنے میں مصروف ہیں۔ مُسلم ممالک کے بلند پہاڑی علاقوں میں برف سے زمین پر تبدیلیوں کے اثرات نظر آتے ہیں۔

تبدیلیاں لانے والے اندرُونی کارکن

یہ کارکن وہ ہیں جن کا عمل تو زمین کے اندر ہوتا ہے لیکن اُن کے اثرات اور نتائج سطح زمین پر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ تبدیلیاں لانے والے اندرونی کارکنوں میں آتش فشاں پہاڑ، زلزلے، زیرِ زمین پانی اور زمین کی اندرُونی مخفی حرکات شامل ہیں۔

آتش فشاں پہاڑ

زمین کے اندرُونی حصّے اب بھی بہت گرم ہیں۔ وہاں چٹانیں اور دھاتیں پگھلی ہُوئی حالت میں ملتی ہیں۔ اِس پگھلے ہوئے مواد کو میگما یا لاوا کہتے ہیں۔ یہ لاوا جب زمین کے کسی کمزور حصّے میں پہنچتا ہے تو اُسے پھاڑ کر دھماکے سے باہر نکل آتا ہے اور زمین کی سطح پر پہنچ کر ٹھنڈا ہونے سے سخت

ہو جاتا ہے۔ اِس طرح سطح زمین پر لاوا کی ایک تہ جم جاتی ہے۔ بار بار زمین سے لاوا نکلنے کی وجہ سے یہ پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس طرح آتش فشانی کے عمل سے سطح زمین پر تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ مسلم ممالک ترکی اور انڈونیشیا کے جزیروں میں اب بھی آتش فشانی ہوتی رہتی ہے۔ آتش فشانی کے عمل سے زمین کی اندرُونی معدنیات سطح پر آ جاتی ہیں۔ آتشی چٹانی مٹی کے سطح زمین پر پھیلنے سے زمین زرخیز ہو جاتی ہے۔ سمندروں میں آتش فشانی سے جزیرے بن جاتے ہیں۔

زلزلے

آتش فشاں پہاڑ کے دھماکے سے پھٹنے یا پہاڑی ڈھلوانوں سے بڑی بڑی چٹانوں کے پھسل کر زور سے زمین پر گرنے سے یا سطح زمین کے نیچے بڑی بڑی چٹانوں کے سرکنے سے زمین تھرتھرانے لگتی ہے، اِسے زلزلہ کہتے ہیں۔ زلزلے زیادہ تر وہاں آتے ہیں جہاں زمین کی سطح کمزور ہو یا نئے شکن دار پہاڑ ہوں۔ زلزلوں سے زمین میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ بعض اوقات زمین کہیں سے بیٹھ جاتی ہے اور بعض اوقات ساحلی علاقے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں یا سمندری علاقے خشکی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ شدید زلزلوں کی وجہ سے عمارتیں تباہ اور ذرائع آمدورفت درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ علاقے کا قدرتی ماحول بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔ زمین میں دراڑیں اور شگاف پڑ جانے سے کھڑی فصلیں، درخت اور جانوروں کے مسکن متاثر ہوتے ہیں اس طرح زلزلوں سے سطح زمین پر تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔

مسلم ممالک، انڈونیشیا، ملائشیا، ترکی، ایران اور پاکستان کے شکن دار پہاڑوں کے علاقوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔

زیرِ زمین پانی

بارش کا کچھ پانی زمین کی سطح سے جذب ہو کر زیرِ زمین پانی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پانی میں جب کاربن ڈائی آکسائڈ حل جائے تو یہ تیزاب بن جاتا ہے۔ اس تیزابی پانی کا عمل چُونے کی چٹانوں پر نمایاں نظر آتا ہے۔ سطح زمین پر پائی جانے والی چُونے کی چٹانوں کے فرش پر اِس تیزابی پانی سے درزیں اور شگاف پڑ جاتے ہیں۔ تیزابی پانی کے عمل سے چُونے کی چٹانوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں اس طرح یہ پانی زمین کی سطح کو تبدیل کرتا رہتا ہے۔

زمین کی اندرونی مخفی حرکات

زمین کی اندرونی مخفی حرکات سے بعض اوقات سطحِ زمین کے کسی حصّے کے دونوں طرف کی زمین نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ اس طرح اُبھرا ہُوا حصّہ بلاک قسم کے پہاڑوں کی شکل اِختیار کر لیتا ہے۔ بعض اوقات سطحِ زمین کا درمیانی حصّہ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور دونوں طرف کے حصّے اُوپر اُٹھ جاتے ہیں۔ اِس طرح درمیانی حصّہ رفٹ وادی کی شکل اِختیار کر لیتا ہے۔ زمین کی اس اندرُونی مخفی حرکات سے سطحِ زمین کہیں سے اُوپر اُٹھ جاتی ہے اور کہیں سے نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ جس سے زمین کی سطح تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

سوالات

1 مسلم ممالک کے پہاڑوں کے بارے میں لکھیے۔
2 مسلم ممالک کی مشہور دریائی وادیاں کون کون سی ہیں؟
3 مسلم ممالک کے آس پاس کون سے بحیرے واقع ہیں؟ ان کی اہمیت بیان کیجیے۔
4 سطحِ زمین پر تبدیلیاں لانے والے بیرونی کارکن کون کون سے ہیں؟
5 آتش فشاں پہاڑ اور زلزلے زمین پر کیا تبدیلیاں لاتے ہیں؟
6 زمین کے اندرونی مخفی حرکات سے سطحِ زمین پر کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں؟

7 مختصر جواب دیجیے۔

i۔ مالدیپ کے جزائر کس بحر میں واقع ہیں؟

ii۔ صحرائے اعظم کہاں واقع ہے؟

iii۔ صحرائے اعظم کے کون سے حصے زیادہ ریتلے ہیں؟

iv۔ مسلم دنیا کے کون سے علاقے معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہیں؟

v۔ بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کس ذریعے سے آپس میں ملے ہوئے ہیں؟

vi۔ پاکستان اور ترکی کی سطوح مرتفع کے نام لکھیں۔

vii۔ زمین کے اندر پگھلا ہوا مواد کیا کہلاتا ہے؟

viii۔ آتش فشانی کے عمل سے کیا مراد ہے؟

عملی کام

1۔ مُسلم ممالک کے خاکے میں مشہُور دریا اور سمندر ظاہر کریں۔

2۔ آتش فشاں پہاڑ کا ماڈل بنائیں۔

باب : 6

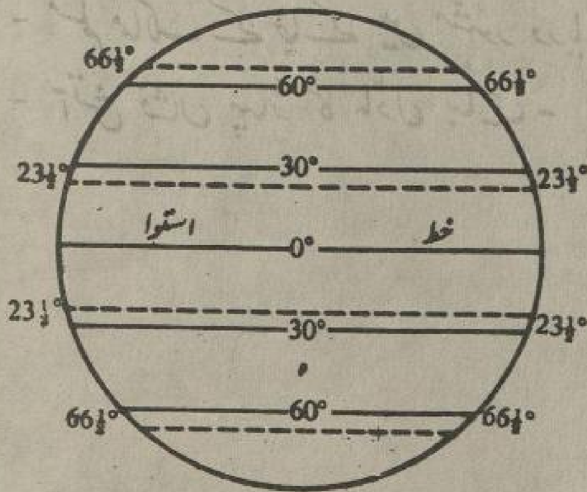
آب و ہوا

ا۔ خطوط طول بلد و خطوط عرض بلد :

دُنیا یا اس کے کسی حصّے کا نقشہ کاغذ پر یا گلوب پر بنانا ہو تو خطوط طول بلد اور خطوط عرض بلد کی مدد سے بنایا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں فرضی خطوط ہیں اور زمین پر شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً کھینچے ہُوئے تصوّر کیے جاتے ہیں۔ انھی کی مدد سے کسی دو مقامات کا فاصلہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے اور مُختلف مقامات کے وقت کا بھی تعین کیا جا سکتا ہے۔

خطوط عرض بلد

یہ فرضی خطوط زمین پر شرقاً غرباً کھینچے ہُوئے تصوّر کیے جاتے ہیں۔ خطِ استوا صفر درجے کا عرض بلد کہلاتا ہے۔ یہ زمین کو دو برابر حِصّوں میں تقسیم کرتا ہے۔ شمالی حصّے کو شمالی نصف کُرہ اور جنوبی حصّے کو جنوبی نصف کُرہ کہتے ہیں۔ خطِ استوا کے شمال اور مغرب میں اس کے متوازی بہُت سے خط کھینچے گئے ہیں جو خطوط عرض بلد کہلاتے ہیں۔



اِن خطوط کی کل تعداد 180 ہے۔ یہ 90 درجے خطِ استوا سے قطب شمالی تک اور 90 درجے خطِ استوا سے قطب جنوبی تک کھینچے گئے ہیں۔ خطِ استوا کے $23\frac{1}{2}$ درجے شمال میں خطِ سرطان اور خطِ اِستوا کے $23\frac{1}{2}$ درجے جنوب میں خطِ جدّی واقع ہے۔ ایک عرض بلد سے دوسرے عرض بلد تک کا درمیانی فاصلہ زمین پر قریباً 110 کلومیٹر ہوتا ہے۔

عرض بلد کی مدد سے نقشے، گلوب یا زمین پر کسی بھی مقام کا خطِ استوا سے شمالاً جنوباً

فاصلہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ خطِ استوا چونکہ صفر درجے کا خط عرض بلد ہے اس لیے دُنیا میں جو مقامات خطِ استوا پر واقع ہیں ان کا عرض بلد بھی صفر درجے ہو گا۔ اگر ہمیں دو مقامات کے عرض بلد معلوم ہوں تو دونوں مقامات کے عرض بلد کے فرق کو 110 کلو میٹر سے ضرب دے کر دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔

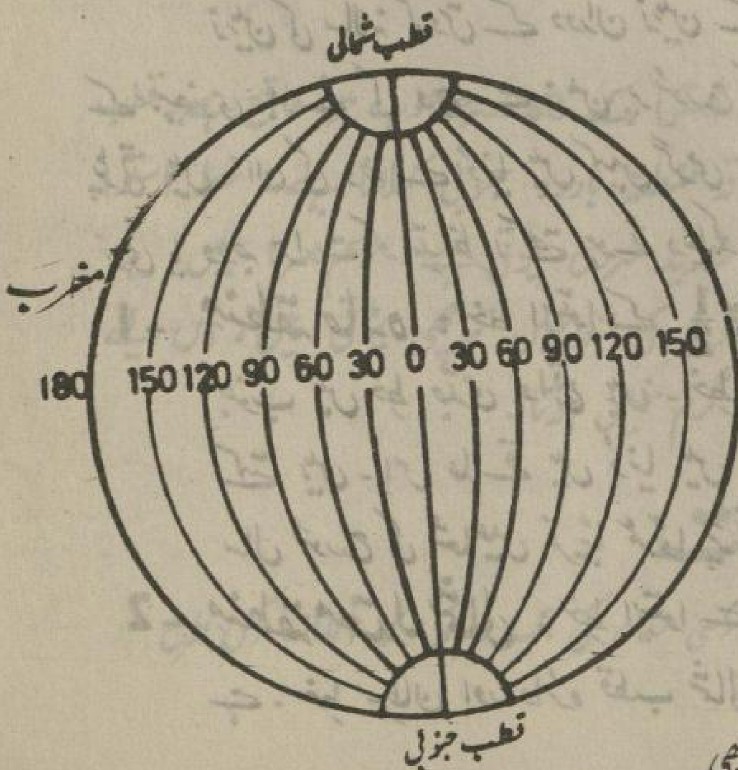
خطوط عرض بلد کی مدد سے ہم خطِ استوا کے شمال اور جنوب میں واقع ممالک کی آب و ہوا کا اندازہ بھی لگا سکتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ دُنیا میں سب سے زیادہ گرمی خطِ استوا اور اُس کے اِرد گِرد واقع مقامات پر پڑتی ہے۔ جُوں جُوں ہم خطِ استوا سے شمال کی طرف یا جنوب کی طرف جائیں تو گرمی کم ہوتی جاتی ہے۔ خطِ استوا کے بعد شمالی نصف کُرے میں خطِ سرطان اور جنوبی نصف کُرے میں خطِ جدی کے آس پاس کے علاقوں میں گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ خطوط عرض بلد کی مدد سے یہ اندازہ لگانا آسان ہوتا ہے کہ شمالی یا جنوبی علاقے، خطِ استوا سے دُور ہونے کی وجہ سے استوائی علاقوں سے کم گرم ہوتے ہیں۔

خطوط طول بلد

خطوط طول بَلد وہ فرضی خطوط ہیں جو شمالاً جنوباً کھنچے ہوئے تصوّر کیے جاتے ہیں۔ ہر خطِ طول بلد زمین کو دو برابر حصّوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ خطوط قطب شمالی اور قطب جنوبی پر آپس میں ملتے ہیں۔ ان کی کُل تعداد 360 ہے۔ تمام خطوط طول بلد خطِ اِستوا کو زاویہ قائمہ پر کاٹتے ہیں۔

خطوط طول بلد کا شمار کرنے کے لیے اِنگلستان کے ایک مقام گرینچ سے گزرنے والے طول بلد کو صفر درجے کا طول بلد مانا گیا ہے۔ اس خط طول بلد کے مشرق میں 180 درجے طول بلد اور مغرب میں 180 درجے طول بلد واقع ہیں۔ صفر درجے کے خط طول بلد کو خط نصف النہار اعظم کہتے ہیں۔ خطوط طول بلد کی مدد سے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔ ایک خط طول بلد پر دُنیا کے جتنے بھی

خطوطِ طول بَلد



مقامات واقع ہیں اُن کا وقت ایک ہوگا۔ خط نصف النہار اعظم سے دُنیا میں وقت کا تعیّن کیا جاتا ہے۔ زمین چونکہ اپنے محوَر کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف گھومتی ہے اِس لیے اِس خط کے مشرق میں واقع ممالک پہلے سُورج کے سامنے سے گزرتے ہیں اور وہاں مغربی ممالک کی نسبت پہلے دِن چڑھتا ہے۔ چنانچہ مشرقی مقامات کا وقت مغربی مقامات کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

زمین کی محوری گردش کے دوران 360 خطوط طول بلد 24 گھنٹوں میں ایک چکّر پُورا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک خط طول بلد کو سُورج کے سامنے سے گزرنے میں 4 منٹ لگتے ہیں۔ اس طرح ایک خط طول بلد پر واقع مقامات کے وقت میں دوسرے خط طول بلد پر واقع مقامات سے 4 منٹ کا فرق ہوگا۔ ہمیں اگر دو مقامات کے خطوط طول بلد معلوم ہوں تو دونوں کے فرق کو 4 منٹ سے ضرب دے کر وہاں کا وقت معلوم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مقام اگر دوسرے مقام کے مشرق میں واقع ہوگا تو اس کے وقت میں فرق کو جمع کر دیں گے اور اگر مغرب میں ہوگا تو وہاں کے وقت سے فرق کو تفریق کر دیں گے۔ اس طرح اس مقام کا وقت معلوم ہو جائے گا۔

اس طرح اگر ایک جگہ کا وقت معلوم ہو تو دوسری جگہ کا وقت خطوط طول بلد کی مدد سے آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

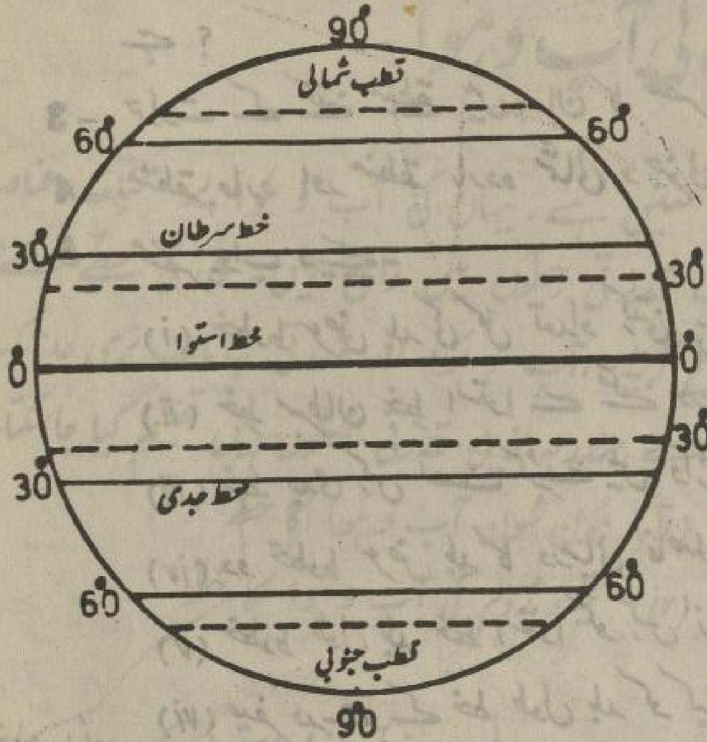
(ب) حرارت کے منطقے

زمین کی سالانہ گردش کے دوران زمین کے محور کے ایک طرف جُھکے رہنے اور مدارِ ارضی کے بیضوی ہونے کی وجہ سے زمین پر سُورج کی شعاعیں کہیں زیادہ عرصہ عمودی اور کہیں ترچھی پڑتی ہیں۔ ان کی وجہ سے دُنیا میں کہیں گرمی زیادہ پڑتی ہے اور کہیں سردی زیادہ پڑتی ہے گرمی یا درجہ حرارت کو مدِنظر رکھتے ہوئے دنیا کو پانچ منطقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ **مِنطقہ حارہ** : خطِ استوا کے $23\frac{1}{2}$ درجے شمال میں خطِ سرطان اور $23\frac{1}{2}$ درجے جنوب میں خطِ جدی واقع ہیں۔ خطِ سرطان اور خطِ جدی کے درمیانی علاقے کو منطقہ حارہ کہتے ہیں۔ اِس علاقے میں دُنیا میں سب سے زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ اس منطقے میں سارا سال سُورج کی شعاعیں قریبًا عمودًا پڑتی ہیں۔

2۔ **مِنطقہ معتدلہ شمالی** : خطِ استوا سے $66\frac{1}{2}$ درجے شمال میں دائرہ قطب شمالی واقع ہے۔ خطِ سرطان اور دائرہ قطب شمالی کا درمیانی علاقہ منطقہ معتدلہ شمالی کہلاتا ہے۔

یہاں موسم شدید قسم کا ہوتا ہے۔ یعنی گرمیوں میں خُوب گرمی اور سردیوں میں خُوب سردی پڑتی ہے۔



3 - **مِنطقہ معتدلہ جنوبی** : خطِ استوا سے $66\frac{1}{2}$ درجے جنوب میں دائرہ قطب جنوبی واقع ہے۔ خطِ جدّی اور دائرہ قطب جنوبی کے درمیانی علاقے کو منطقہ معتدلہ جنوبی کہتے ہیں منطقہ معتدلہ شمالی کی طرح یہاں بھی موسم میں شدّت ہوتی ہے یعنی گرمیوں میں خُوب گرمی اور سردیوں میں خُوب سردی پڑتی ہے۔

4 - **مِنطقہ باردہ شمالی** : خطِ استوا کے شمال میں 90 درجے عرض بلد پر قطب شمالی واقع ہے۔ دائرہ قطب شمالی اور قطب شمالی کے درمیان منطقہ باردہ شمالی واقع ہے۔ یہاں شدید سردی پڑتی ہے۔ موسم سرما میں یہ علاقے منجمد رہتے ہیں۔ یہاں سُورج کی شعاعیں ترچھی پڑتی ہیں۔ اس لیے ان کی گرمی زیادہ تر کرہ ہَوا سے گزرتے ہُوئے ضائع ہو جاتی ہے۔ اِس لیے موسم کبھی زیادہ گرم نہیں ہوتا۔

5 - **مِنطقہ باردہ جنوبی** : قطب جنوبی خط استوا کے 90 درجے جنوب میں واقع ہے۔ قطب جنوبی اور دائرہ قطب جنوبی کا درمیانی علاقہ منطقہ باردہ جنوبی کہلاتا ہے۔ خطِ استوا سے بہُت دور ہونے کی وجہ سے یہاں شدید سردی پڑتی ہے۔ موسم سرما میں یہ علاقے منجمد ہو جاتے ہیں۔ یہاں چونکہ سُورج کی شعاعیں ترچھی پڑتی ہیں، اس لیے منطقہ باردہ شمالی کی طرح یہاں موسم کبھی زیادہ گرم نہیں ہوتا۔

سوالات

1 - خطوطِ عرض بلد سے کیا مُراد ہے۔ ان سے کِسی مقام کی آب و ہَوا کا اندازہ کِس طرح لگایا جا سکتا ہے ؟

2- خطوط طول بلد کسے کہتے ہیں۔ ان سے کسی مقام کے وقت کا تعین کس طرح کیا جاتا ہے ؟

3- حرارت کے کتنے منطقے ہیں؟ ان کا مختصر حال لکھیے۔

4- منطقہ حارہ اور منطقہ باردہ شمالی و جنوبی میں کیا فرق ہے ؟

5- مختصر جواب دیجیے۔

(i) خطوط عرض بلد کی کل تعداد کتنی ہے ؟

(ii) خطِ سرطان خطِ استوا سے کتنے درجے شمال میں واقع ہے ؟

(iii) خط جدی کس نصف کرے میں واقع ہے ؟

(iv) دو خطوط عرض بلد کا درمیانی فاصلہ کتنا ہے ؟

(v) خطوط طول بلد خط استوا کو کس زاویے پر کاٹتے ہیں ؟

(vi) صفر درجے کے خط طول بلد کو کیا کہتے ہیں ؟

عملی کام

1- پاکستان کا خاکہ بنائیے اور اس میں خطوطِ طول بلد اور عرض بلد کھینچیے۔

2- حرارت کے منطقوں کا خاکہ بنائیے۔

(ج) مُسلم ممالک کی آب و ہَوا

تمام مُسلم مُمالک کی آب و ہَوا ایک جیسی نہیں ہے۔ یہاں کی آب و ہَوا پر مُختلف عناصر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مسلم ممالک آب و ہَوا کے مختلف قدرتی خطّوں میں واقع ہیں۔ قُدرتی خطّے سے مُراد روئے زمین کا وہ بڑا علاقہ ہے جس کی سطح زمین، آب و ہَوا اور قُدرتی نباتات بڑی حد تک ایک جیسی ہو۔ مُسلم مُمالک کو آب و ہَوا کے لحاظ سے مندرجہ ذیل قدرتی خطّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(i) استوائی آب و ہَوا کا خطّہ　　(ii) مُون سُون آب و ہَوا کا خطّہ

(iii) گرم و خشک صحرائی آب و ہَوا کا خطّہ　　(iv) بحیرہ رُوم کی آب و ہَوا کا خطّہ

(v) سوڈانی آب و ہَوا کا خطّہ

1 - استوائی آب و ہَوا کے خطّے میں مُسلم ممالک

یہ خطّہ خطِ استوا کے دونوں جانب پانچ درجے شمالی عرض بلد اور پانچ درجے جنوبی عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔ اس خطّے میں مسلم ممالک انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی دارالسلام، اور صومالیہ کا جنوبی حصّہ شامل ہیں۔ اِن مُمالک میں سُورج کی شعاعیں سارا سال عموداً پڑتی ہیں۔ جس کی وجہ سے موسم سارا سال گرم رہتا ہے۔ درجہ حرارت ہمیشہ 26.7 سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجہ حرارت میں زیادہ فرق نہیں ہوتا۔

انڈونیشیا اور ملائشیا میں پانی کے ذخائر مثلاً سمندر، تالاب، ندی نالے وغیرہ بہت ہیں۔ اس لیے گرمی کی وجہ سے عمل تبخیر زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں بخارات سے لدی ہُوئی ہَوائیں اُوپر اُٹھتی رہتی ہیں۔ بارش زیادہ تر سہ پہر کے وقت ہوتی ہے جبکہ عمل تبخیر زیادہ ہوتا ہے۔

بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے ہَوا میں سارا سال 80 فیصد رطوبت رہتی ہے۔ حبس، گرمی اور رطوبت کی وجہ سے یہاں کی گرم مرطوب آب و ہَوا یہاں کے لوگوں کے لیے مُضرِ صحّت ہے۔ بارش کی زیادتی اور گھنے جنگلات کی وجہ سے یہاں کے اکثر لوگ لکڑی کے مکانات پانی کے اندر بناتے ہیں۔

بارش کی افراط اور حرارت کی ہمیشہ زیادتی کی وجہ سے یہاں کی قدرتی نباتات سدا بہار گھنے اور اونچے جنگلات ہیں۔ انڈونیشیا اور ملائشیا کے پہاڑی علاقے جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ یہ جنگلات اتنے گھنے ہوتے ہیں کہ ان کا صاف کرنا اور ان سے گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ جہاں جہاں سے جنگلات صاف کر لیے گئے ہیں وہاں چاول، گنّا، ربڑ، چائے اور تمباکو وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے۔

انڈونیشیا اور ملائشیا کی آب و ہوا ربڑ کی پیداوار کے لیے موزوں ہے۔ ملائشیا دُنیا میں ربڑ پیدا کرنے میں اوّل نمبر پر ہے۔

(ii) مون سون آب و ہوا کے خطّے میں مُسلم ممالک

آب و ہوا کا یہ خطّہ خطِ استوا کے دونوں جانب پانچ درجے سے تیس درجے عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش آب و ہوا کے اس خطّے میں واقع ہیں۔ مون سون آب و ہوا کے خطّے میں درجہ حرارت گرمیوں میں زیادہ اور سردیوں میں کم ہوتا ہے۔ گرم سے گرم اور سرد سے سرد مہینوں کے اوسط ماہانہ درجہ حرارت میں کافی فرق ہوتا ہے۔

بنگلہ دیش اور پاکستان میں بارش زیادہ تر گرمیوں میں مون سون ہواؤں سے ہوتی ہے۔ سمندر سے نزدیک واقع علاقوں میں اندرونی علاقوں کی نسبت زیادہ بارش ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش چونکہ پاکستان کی نسبت سمندر سے زیادہ قریب ہے اِس لیے وہاں پاکستان کی نسبت زیادہ بارش ہوتی ہے۔ بعض علاقوں میں موسمِ سرما میں بھی بارش ہو جاتی ہے۔ زیادہ بارش والے علاقوں میں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ سمندر سے قریب علاقوں کی آب و ہوا معتدل اور سمندر سے دُور واقع مقامات کی آب و ہوا شدید قسم کی ہے۔ پاکستان کے ریگستانی علاقوں کی آب و ہوا گرم خشک ہے۔ پہاڑی علاقوں میں گرمیوں میں موسم خوشگوار ہوتا ہے اور سردیوں میں شدید سردی پڑتی ہے۔

گرمی، بارش اور زمین کی زرخیزی کی وجہ سے پاکستان اور بنگلہ دیش زرعی لحاظ سے بہت مشہور ہیں۔ چاول، گندم، چائے، کپاس، گنّا، سرسوں اور تمباکو یہاں کی خاص پیداوار ہیں۔

(iii) گرم و خشک آب و ہَوا کے خطّے میں مُسلم مُمالک

گرم و خشک آب و ہَوا کے خطّے میں ایشیا اور افریقہ کے بیشتر مُسلم مُمالک واقع ہیں۔ یہ مُمالک خطِ سرطان کے دونوں طرف واقع ہیں۔ مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا اور مصر کے جنوبی حصّے (برّاعظم افریقہ) اور سعودی عرب، عراق، ایران، خلیج فارس کی ریاستیں اور سندھ کا ریگستانی علاقہ (برّاعظم ایشیا) اس خطّے میں واقع ہے۔

اس خطّے میں واقع مُسلم مُمالک کی آب و ہَوا شدید گرم ہوتی ہے۔ بعض اوقات درجۂ حرارت 51.5 درجے سینٹی گریڈ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ عزیزیہ (لیبیا۔ افریقہ) کے مقام پر درجہ حرارت 57.8 درجے سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ دِن کو درجہ حرارت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ رات کو ریت کے جلد ٹھنڈا ہو جانے کی وجہ سے درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے۔ یعنی اِن علاقوں میں دن کو شدید گرمی پڑتی ہے اور رات کو سردی پڑتی ہے۔ موسمِ گرما میں درجۂ حرارت بہت زیادہ اور موسم سرما میں کم ہوتا ہے۔ یعنی موسم سرما یہاں خوشگوار ہوتا ہے۔ اِن علاقوں میں سالانہ اور روزانہ درجہ حرارت میں بہت فرق ہوتا ہے۔

یہاں اوسط سالانہ بارش بہت کم ہوتی ہے۔ یہ علاقہ تجارتی ہَواؤں کے خطّے میں واقع ہے، جو یہاں کی برّی ہَوائیں ہیں، ان میں رطوبت کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس خطّے میں بارش کا کوئی خاص موسم نہیں ہے۔ کبھی کبھار تھوڑی سی بارش ہو جاتی ہے۔ بعض علاقوں میں تو کئی کئی سال بارش نہیں ہوتی۔

اس خطّے کے مُسلم مُمالک میں دوپہر اور شام کے وقت تیز آندھیوں کے طُوفان چلتے ہیں، جن میں ہَوا کی رفتار تیز اور گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ ان ہَواؤں سے ریت ایک جگہ سے دوسری جگہ اُڑ اُڑ کر پہنچتی رہتی ہے۔ اکثر جگہوں پر ریت کے ٹیلے نظر آتے ہیں۔

اِن مُمالک کی زمین زرخیز ہے لیکن پانی کی قِلّت کی وجہ سے زراعت نہیں ہوتی۔ جہاں نہری پانی مہیّا کیا جا سکتا ہے وہاں باقاعدہ زراعت ہوتی ہے۔ ایسی جگہ کو نخلستان کہتے ہیں۔

(iv) بحیرۂ روم کی آب و ہَوا کے خطّے میں مُسلم مُمالک

بحیرۂ رُوم کے گردونواح کے مُسلم مُمالک میں اِس قِسم کی آب و ہَوا پائی جاتی ہے۔ اس خطّے میں ترکی، شام، عراق، اُردن (ایشیا میں) مراکش، تیونس اور الجزائر کے شمالی علاقے (افریقہ کے شمال مغربی ساحلی علاقے) شامل ہیں۔ یہ علاقے میں

اور پینتالیس درجے عرض بلد کے درمیان واقع ہیں۔

اس خطّے کے مسلم ممالک میں گرمیوں میں گرمی اور سردیوں میں کم سردی پڑتی ہے۔ موسم گرما میں درجہ حرارت 21 درجے سینٹی گریڈ سے 26.7 درجے سینٹی گریڈ تک رہتا ہے اور موسم سرما میں 4.5 درجے سینٹی گریڈ سے 10 درجے سینٹی گریڈ کے درمیان رہتا ہے۔

یہاں بارش موسم سرما میں ہوتی ہے اور موسم گرما اکثر خشک رہتا ہے۔ اس خطّے میں بارش 38 سے 88 سینٹی میٹر کے درمیان ہوتی ہے۔ بحیرۂ روم کے جنوبی حصّوں کی طرف بارش کم ہوتی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اس خطّے میں واقع مُسلم ممالک کے جنوبی حصّے نیم صحرائی خطّے میں مل جاتے ہیں۔

جہاں جہاں پانی دستیاب ہے وہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ گندم اور جَو عام کاشت کیے جاتے ہیں۔ پھلوں کی کاشت کے لیے یہ آب و ہوا بہت مُفید ہے۔

(۷) سوڈانی آب و ہَوا کے خطّے میں مُسلم ممالک

یہ خطہ دس درجے اور بیس درجے عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔

اس میں مُسلم ممالک سوڈان اور نائیجیریا کا شمالی علاقہ شامل ہے۔

اِس خطے کے مُسلم ممالک میں آب و ہَوا سارا سال گرم رہتی ہے۔ عام طور پر درجہ حرارت 17.6 درجے سینٹی گریڈ سے زیادہ رہتا ہے لیکن گرمی کے موسم میں بعض مقامات پر درجہ حرارت 38 درجے سینٹی گریڈ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

بارش گرمیوں میں ہوتی ہے۔ موسم سرما اکثر خشک رہتا ہے۔ بارش عام طور پر 50 سے 100 سینٹی میٹر کے درمیان ہوتی ہے۔ یہاں کی بارش مقدار اور وقت دونوں لحاظ سے غیر یقینی ہوتی ہے۔

یہاں بارش چونکہ صرف موسم گرما میں ہوتی ہے اس لیے یہاں سدا بہار جنگلات نہیں ہوتے بلکہ قدرتی نباتات زیادہ تر لمبی گھاس پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس خطّے کو اس لیے سوڈانی آب و ہَوا کا خطّہ یا منطقہ حارہ کے گھاس کے میدان کا خطّہ کہتے ہیں۔ جہاں جہاں پانی دستیاب ہے، وہاں کپاس، جوار، باجرہ عام کاشت کیا جاتا ہے۔ قدرتی چراگاہوں کی وجہ سے مویشی پالے جاتے ہیں۔

سوالات

1 - مُسلم مُمالک کو آب و ہَوا کے لحاظ سے کتنے حِصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟

2 - بحیرۂ روم کے خطّے میں واقع مُسلم ممالک کی آب و ہَوا کی خصوصیّات بیان کیجیے۔

3 - استوائی آب و ہوا کے خطّے میں کون سے ممالک آتے ہیں۔ وہاں بارش زیادہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

4 - پاکستان اور بنگلہ دیش آب و ہوا کے جس خطّے میں واقع ہیں، اس کی خصوصیات بیان کیجیے۔

5 - خالی جگہ پُر کیجیے:

(i) خطِ سرطان اور خطِ جدی کا درمیانی علاقہ ______ کہلاتا ہے۔

(ii) استوائی آب و ہَوا کے خطّے کے مُسلم ممالک میں سلدا سال درجہ حرارت ______ ہوتا ہے۔

(iii) بحیرۂ روم کی آب و ہَوا ______ کاشت کے لیے بہت مُفید ہے۔

(iv) گرمیوں میں عزیزیہ کا درجہ حرارت ______ سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔

(v) بنگلہ دیش میں موسم گرما میں بارش ______ ہَواؤں سے ہوتی ہے۔

(vi) سوڈان ______ کے خطے میں واقع ہے۔

(vii) گرم اور خشک آب و ہَوا کے خطے کے مُسلم ممالک کے ______ اور ______ کے درجہ حرارت میں بہت فرق ہوتا ہے۔

عملی کام

1- مُسلم ممالک کے خاکے میں وہ ممالک ظاہر کیجیے جو گرم اور خشک آب و ہَوا کے خطّے میں واقع ہیں۔

2- ایشیا کے خاکے میں آب و ہَوا کے اِستوائی خطّے کے مُسلم ممالک دِکھائیے۔

3- تھرمامیٹر سے درجہ حرارت اور بارش پیما سے بارش ناپیں۔

باب 7

مُسلم مُمالک کے وسائل

وسائل دو قسم کے ہوتے ہیں، قدرتی وسائل اور اِنسانی وسائل۔ قدرتی وسائل میں خُدا کی بنائی ہُوئی وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کو انسان اپنی زِندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مثال کے طور پر زمین، معدنیات اور جنگلات وغیرہ۔ انسانی وسائل میں آبادی کے علاوہ وہ تمام اشیا شامل ہیں جو انسان اپنی محنت سے بناتا ہے، مثلاً کارخانے، زرعی پیداوار، بجلی وغیرہ۔ ہر مُلک کی ترقّی اور خوشحالی کا انحصار ان ہی وسائل کے صحیح استعمال پر ہے۔ بہت سے مسلم ممالک پچھلے باب میں بیان کیے گئے دونوں قسم کے وسائل سے مالا مال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اِس مہربانی پر مُسلمانوں کو ہر دم اس کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔ اس باب میں ہم مُسلم ممالک کے چند اہم وسائل کے بارے میں پڑھیں گے۔

(ا) معدنی پیداوار

معدنی تیل اور گیس

معدنی تیل اور گیس کا شمار دُنیا کی اہم ترین معدنیات میں ہوتا ہے۔ چونکہ یہ دونوں بہت بڑی مقدار میں مُسلم مُمالک میں پیدا ہوتی ہیں اس لیے یہاں پر ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

معدنی تیل : معدنی تیل کو پٹرولیم بھی کہتے ہیں۔ اسے ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے موٹر سائیکل، کاریں، بسیں، ریل گاڑیاں، جہاز اور کارخانے بھی چلائے جاتے ہیں۔ معدنی تیل سے پٹرول، مٹّی کا تیل اور بہت سی دوسری اشیا بنائی جاتی ہیں۔

مُسلم ممالک میں سب سے زیادہ تیل خلیج فارس کے آس پاس واقع مُسلم ممالک میں ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ شمالی افریقہ کے کئی مُسلم مُمالک سے بھی کافی مقدار میں معدنی تیل نکالا جا رہا ہے۔

مندرجہ ذیل مُسلم ممالک معدنی تیل کی پیداوار میں خاص طور پر اہم ہیں :

سعودی عرب : مُسلم ممالک میں سعودی عرب معدنی تیل کی پیداوار میں پہلے درجے

ہے۔ یہاں پر تیل کے بہت بڑے بڑے ذخیرے ہیں۔ اِن میں غوار کا ذخیرہ دُنیا کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ یہ تقریبًا دس ہزار مُربع کلومیٹر کے علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ سعُودی عرب زیادہ تر معدنی تیل برآمد کر دیتا ہے اور یہی اُس کی آمدنی سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

ایران : مُسلم ممالک میں تیل پیدا کرنے کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے۔ ایران کے معدنی تیل کے زیادہ تر ذخیرے خلیج فارس کے قریب واقع ہیں۔ ان سے تیل نکال کر پائپ لائنوں کے ذریعے اَبادان کی بندرگاہ تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہاں معدنی تیل صاف کرنے کا ایک بہُت بڑا کارخانہ ہے، جہاں پر تیل صاف کرنے کے بعد برآمد کیا جاتا ہے۔ ایران کو سب سے زیادہ آمدنی تیل کی برآمد سے ہوتی ہے۔

کویت : مُسلم ممالک میں تیل کی پیداوار کے لحاظ سے کویت تیسرے نمبر پر ہے۔ کویت کو تقریبًا ساری آمدنی تیل کی فروخت سے ہوتی ہے۔

لیبیا : لیبیا شمال مشرقی افریقہ میں واقع ہے اور تیل کی پیداوار میں مُسلمان مُلکوں میں چوتھے نمبر پر ہے۔ اسے بھی سب سے زیادہ آمدنی تیل کی برآمد سے ہوتی ہے۔

نائیجیریا : یہ مُسلمان مُلک بھی افریقہ میں واقع ہے اور معدنی تیل کی پیداوار میں یہ پانچویں نمبر پر ہے۔

اُوپر بیان کیے گئے مُسلم ممالک کے علاوہ عراق، انڈونیشیا، الجزائر، متحدہ عرب امارات، مصر، تُرکی اور برونائی دارالسلام بھی معدنی تیل کی پیداوار میں مشہور ہیں اور ان میں سے اکثر ممالک کی آمدنی کا زیادہ تر حصّہ تیل کی برآمد سے حاصل ہوتا ہے۔

کئی مُسلم ممالک میں تیل کی تلاش بڑے زور شور سے کی جا رہی ہے۔ ان میں پاکستان سرفہرست ہے۔ پاکستان میں ابھی تک معدنی تیل زیادہ مقدار میں نہیں نکالا جا سکا۔ جتنا تیل نکلتا ہے اس سے مُلکی ضروریات پُوری نہیں ہوتیں۔ اس لیے پاکستان کو بہت سا تیل دُوسرے برادر مسلم مُمالک سے منگوانا پڑتا ہے۔ پاکستان میں تیل کی تلاش میں بہت سی مُلکی اور غیر مُلکی کمپنیاں مصرُوف ہیں۔ پاکستان میں آزادی کے بعد سے کرسال، ٹُت، کوٹ سارنگ، میاں، ڈھوڈک، خاص خیلی میں تیل کے کنوؤں سے تیل نکالا جا رہا ہے۔ آزادی سے پہلے صرف کھوڑ، ڈھلیاں، جویامیر اور بالکسر کے کنوؤں سے تیل نکالا جا رہا تھا۔ اُمّید ہے کہ جلد ہی پاکستان اس میدان میں بھی اہمیّت حاصل کرلے گا۔

قدرتی گیس

قدرتی گیس ایک بہت ہی مفید معدنی پیداوار ہے۔ اِس کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے کیوں کہ یہ توانائی پیدا کرنے کا سب سے سستا ذریعہ ہے۔ گیس سے بجلی پیدا کی جاتی ہے، کارخانے اور فیکٹریاں چلائی جاتی ہیں۔ اِس کے علاوہ گھروں میں بطور ایندھن استعمال ہوتی ہے۔ بہت سے ممالک جن میں قدرتی گیس موجود نہیں مصنوعی طریقوں سے گیس بنا کر اِستعمال کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل مسلم ممالک قدرتی گیس کی پیداوار میں اہم ہیں۔

پاکِستان : پاکستان میں قدرتی گیس کے وسیع ذخیرے دریافت کیے گئے ہیں۔ سب سے بڑا اور پہلا ذخیرہ 1952ء میں صوبۂ بلوچستان میں سوئی کے مقام پر دریافت کیا گیا، جس کے نام پر اس گیس کا نام سوئی گیس پڑ گیا۔ اس گیس کو پائپ لائنوں کے ذریعے پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں تک پہنچا دیا گیا ہے۔ سوئی کے علاوہ پاکستان میں پیرکوہ، اُچ، ڈھلیاں اور ڈھوڈک میں بھی گیس کے بڑے بڑے ذخیرے ملے ہیں۔ بہت سے دوسرے علاقوں میں چھوٹے چھوٹے ذخیرے بھی دریافت ہوئے ہیں۔

بنگلہ دیش : قدرتی گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ ضلع سلہٹ میں دریافت کیا گیا ہے، جس سے صنعتی کارخانے چلائے جا رہے ہیں اور بجلی پیدا کی جا رہی ہے۔

بَرونائی دارُالسلام : یہ آزاد مسلم ملک بھی قدرتی گیس کی دولت سے مالا مال ہے۔

مندرجہ بالا مسلم ممالک کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا، ایران، کویت، قطر، سعودی عرب، متحدہ عرب جمہوریہ مصر اور لیبیا میں بھی قدرتی گیس نکال کر مختلف کاموں میں لائی جا رہی ہے۔

یہ بات خوش آیند ہے کہ مسلم ممالک تیل اور قدرتی گیس کی دولت سے مالامال ہیں۔ لیکن ان وسائل کو صنعتی اور ذرائع آمدورفت کی ترقی کے لیے بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک طرف توان کے ذخائر میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ دوسری طرف ان کے جلنے سے مختلف زہریلی گیسیں پیدا ہو کر ہوا میں شامل ہوتی رہتی ہیں اور فضا کو آلودہ کرتی ہیں۔ اس آلودگی سے نہ صرف انسان بلکہ دوسرے جاندار بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان قدرتی وسائل کو کفایت شعاری سے استعمال کیا جائے اور ایندھن کے متبادل وسائل جیسے شمسی توانائی، نیوکلیائی توانائی

وغیرہ کو استعمال میں لایا جائے تاکہ گیس اور تیل کا استعمال کم ہو ان کے ذخائر زیادہ عرصہ انسان کے کام آسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے کم استعمال سے ہوا کی آلودگی میں بھی کمی واقع ہو گی۔

دوسری معدنیات

معدنی تیل اور قُدرتی گیس کے علاوہ مُسلم ممالک میں قریباً تمام معدنیات تھوڑی بہت مقدار میں ملتی ہیں لیکن اہم معدنیات مندرجہ ذیل ہیں:

کوئلہ: معدنیات میں کوئلے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسے ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ بہت سی دوسری اشیا بھی بنائی جاتی ہیں۔

کئی مُسلم ممالک میں کوئلے کے وسیع ذخیرے موجُود ہیں لیکن چونکہ معدنی تیل، قُدرتی گیس اور بجلی کا استعمال سستا، عام اور آسان ہے اس لیے کوئلے کا استعمال کم ہوتا جا رہا ہے اور کوئلہ نکالنے کی طرف زیادہ توجّہ نہیں دی جا رہی۔

مُسلم ممالک میں سب سے زیادہ کوئلہ ترکی میں پایا جاتا ہے۔ ایران اور افغانستان میں بھی کوئلے کے بڑے بڑے ذخیرے موجُود ہیں۔ ان ممالک کے علاوہ البانیہ، انڈونیشیا اور نائیجیریا میں بھی خاصی مقدار میں کوئلہ موجُود ہے۔

پاکستان میں کوئلہ کوہستان نمک میں ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑوال سے، بلوچستان میں کھوسٹ شاہرگ، ڈیگاری، مچھ اور ہرنائی سے، سندھ میں جھمپیر اور لاکھڑا سے نکالا جاتا ہے۔ چونکہ یہ کوئلہ اچھی قسم کا نہیں اس لیے اسے گھروں اور بھٹوں میں بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے۔

لوہا: صنعتی ترقی کے لیے یہ دھات انتہائی ضروری ہے اور مشینیں، ہتھیار، اوزار اور عمارات بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔

مُسلم ممالک میں لوہا موریطانیہ، الجزائر، ترکی، مصر، تیونس، سوڈان، ملائشیا اور انڈونیشیا میں ملتا ہے۔ موریطانیہ کچھ لوہا برآمد بھی کرتا ہے۔

پاکستان میں لوہے کے ذخیرے کالاباغ اور مکڑوال میں ملے ہیں۔ اس کے علاوہ ایبٹ آباد کے قریب لنگڑیال اور ضلع چاغی میں دالبندین کے قریب بھی لوہے کے ذخیرے موجُود ہیں۔

کرومائیٹ: یہ سفید رنگ کی دھات ہے جو فولاد بنانے کے کام آتی ہے۔ اس سے جہازوں کے کئی پُرزے بھی بنائے جاتے ہیں۔ مختلف قسم کی ادویات بنانے

دُنیا میں سب سے زیادہ کرومائیٹ پاکستان میں پایا جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ذخیرہ مُسلم باغ میں ہے۔ اس کے علاوہ یہ چاغی، خاران، وزیرستان اور کوہاٹ کے علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے علاوہ ترکی، البانیہ، ایران، شام اور سوڈان میں بھی کرومائیٹ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان، ترکی، البانیہ کرومائیٹ برآمد بھی کرتے ہیں۔

نمک : نمک کھانے، کیمیائی اشیا بنانے، ادویات اور چمڑہ رنگنے میں اِستعمال ہوتا ہے۔ پاکستان نہ صرف مُسلم ممالک بلکہ دُنیا بھر میں نمک کی پیداوار میں پہلے نمبر پر ہے۔ دُنیا کی نمک کی سب سے بڑی کان کھیوڑہ میں ہے۔ نمک کی ایک اور اہم کان وارچھا ضِلع سرگودھا میں ہے۔ ان کے علاوہ کالا باغ، کوہاٹ اور تھرپارکر کے علاقوں میں بھی نمک کی کانیں موجُود ہیں۔

ایران، عراق، اُردن، افغانستان، مصر، شام، تیونس اور چاڈ کے مُسلم ممالک میں بھی نمک پایا جاتا ہے۔ تیونس اور چاڈ نمک برآمد بھی کرتے ہیں۔

سنگِ مرمر : یہ ایک خاص قسم کا پتھر ہے جو مختلف رنگوں میں ملتا ہے اور عام طور پر عمارات اور آرائشی اشیا بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔

پاکستان میں اِنتہائی خُوب صُورت اور بہترین قِسم کا سنگِ مرمر پایا جاتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے ذخیرے چاغی، مردان اور سوات کے اِضلاع میں ہیں۔ اس کے علاوہ ضِلع اٹک میں کالا چٹّا پہاڑ میں کالے اور سفید رنگ کا سنگِ مرمر ملتا ہے۔

مصر اور مالی کے مُسلم ممالک میں بھی سنگِ مرمر کی کانیں موجُود ہیں۔

فاسفیٹ : زیادہ تر کھاد اور تیزاب بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔ مصر، سینی گال، اُردن، شام، تیونس اور الجزائر میں فاسفیٹ کے وسیع ذخیرے موجُود ہیں۔

متحدہ عرب جمہُوریہ مصر، سینی گال اور اُردن فاسفیٹ برآمد بھی کرتے ہیں۔

باکسائیٹ : یہ مٹّی جیسی دھات ہے۔ اِس سے اِینٹیں بنتی ہیں۔ پھٹکڑی بھی اسی دھات سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ معدنی تیل صاف کرنے کے کام بھی آتی ہے۔

باکسائیٹ کی پیداوار میں گنی مُسلم ممالک میں پہلے نمبر پر ہے۔ دُنیا کا 33 فیصد باکسائیٹ گنی میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ترکی، ملائشیا، انڈونیشیا اور سیرالیون میں بھی اِس کی کانیں موجود ہیں۔ پاکستان میں خوشاب کے قریب اس کے ذخیرے ملے ہیں۔

تانبا : اس سے برتن، بجلی کا سامان اور سکّے بنائے جاتے ہیں۔ مُسلم ممالک میں ترکی، ملائیشیا اور ایران مشہور ہیں۔ پاکستان میں سیندک کے مقام پر تانبے کا بہت بڑا ذخیرہ مِلا ہے۔

ٹن : نرم اور لچک دار دھات ہے۔ اس سے ڈبے، لیمپ، صندوق اور برتن بنتے ہیں یہ شیشے کو پالش کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

مُسلم ممالک میں سب سے زیادہ ٹن ملائشیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا نائیجیریا اور ایران میں بھی اس دھات کی کانیں موجود ہیں۔

قلعی : برتنوں کو زنگ سے بچانے کے کام آتی ہے۔ آئینہ سازی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ دُنیا کی 95 فیصد قلعی انڈونیشیا میں ہوتی ہے۔ ایران میں بھی قلعی کے ذخیرے موجود ہیں۔

یُورینیم : یُورینیم ایک بہت ہی مُفید دھات ہے۔ خاص طور پر ایٹمی توانائی حاصل کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔

مُسلم ممالک میں اس کے ذخیرے نائیجر، پاکستان اور چاڈ میں ملے ہیں۔ نائیجر، یُورینیم برآمد بھی کرتا ہے۔

(ب) زرعی پیداوار

زرعی پیداوار کا انحصار بارش، آب پاشی، درجہ حرارت اور زمین کی خاصیت پر ہوتا ہے۔ مُسلم ممالک دُنیا کے ایک وسیع علاقے پر پھیلے ہُوئے ہیں، اِس لیے ان میں مختلف قِسم کی زرعی پیداوار ملتی ہے۔ مُسلم ممالک کی اہم زرعی پیداوار مندرجہ ذیل ہے۔

چاول : چاول کی پیداوار کے لیے گرم مرطوب آب و ہَوا بہت موزوں ہے۔ اس میں انڈونیشیا، ملائشیا، بنگلہ دیش اور پاکستان اہم ہیں۔ پاکستان میں زیادہ تر چاول پنجاب اور سِندھ کے میدانی علاقوں میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ اعلیٰ قِسم کا چاول ہے۔ پاکستان،

متحدہ عرب جمہوریہ مصر بھی چاول کی پیداوار میں خُود کفیل ہے۔ یہاں عُمدہ قسم کا چاول دریائے نیل کی وادی میں پیدا ہوتا ہے۔ اِن ممالک کے علاوہ تھوڑی مقدار میں چاول ایران ، عراق اور ترکی میں بھی ہوتا ہے۔

گندم : یہ سب سے اہم غذائی فصل ہے۔ یہ گرم خشک آب و ہوا میں خُوب پیدا ہوتی ہے۔ قریبًا ہر مُسلم مُلک میں اس کی کاشت کی جاتی ہے لیکن اکثر مُسلم مُمالک اپنی ضروریات پُوری نہیں کر سکتے اور گندم دوسرے مُمالک سے منگواتے ہیں۔

گندم کی پیداوار کے لیے پاکستان ، ترکی ، شام ، عراق ، اُردن اور ایران اہم ہیں۔ اس کے علاوہ شمالی افریقہ کے مُسلم مُمالک میں بھی کافی گندم پیدا ہوتی ہے۔

پاکستان گندم برآمد بھی کرتا ہے۔

مکئی : غذائی فصل ہے۔ مویشیوں کے چارے کے طور پر بھی اِستعمال ہوتی ہے۔ یہ مرطوب پہاڑی علاقوں میں خُوب پیدا ہوتی ہے۔

مُسلم ممالک میں سب سے زیادہ مکئی متّحدہ عرب جمہُوریّہ مصر میں ہوتی ہے۔ اِس کے علاوہ انڈونیشیا ، بنگلہ دیش ، ترکی اور تیونس میں بھی کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں صُوبہ سرحد اور صُوبۂ پنجاب میں بوئی جاتی ہے۔

جَو ، جوار اور باجرہ : یہ تینوں فصلیں انسانی خوراک اور مویشیوں کے چارے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان کے لیے گرم خشک آب و ہَوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ مُسلم مُمالک میں پاکستان ، ایران ، ترکی ، عراق ، شام ، مراکش ، مصر اور سوڈان میں یہ فصلیں کافی مقدار میں پیدا کی جاتی ہیں۔

کپاس : اس کو 'چاندی کا ریشہ' اور 'سفید ریشہ' بھی کہتے ہیں۔ اس کے لیے گرم خشک آب و ہَوا بے حد موزوں ہے۔ ایسے علاقوں میں خاص طور پر بہترین کپاس پیدا ہوتی ہے جہاں آب پاشی کی اچھّی سہُولتیں موجُود ہوں۔ کپاس سے سُوتی کپڑا ، سُوتی دھاگا اور بہُت سی دوسری اشیا تیّار کی جاتی ہیں۔

مُسلم ممالک میں کپاس پاکستان، متحدہ عرب جمہوریہ مصر، سوڈان، ایران، شام اور ترکی میں کافی مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان کی تمام کپاس پنجاب اور سندھ کے صوبوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ مصر کی کپاس نہایت اعلیٰ قسم کی ہے اور دُنیا بھر میں مشہُور ہے۔

پٹ سَن : اِس کو سُنہری ریشہ، بھی کہتے ہیں۔ اِس کی پیداوار کے لیے گرم مرطوب آب وہَوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے بوریاں، تھیلے، رسّے اور بہُت سی دُوسری اشیا بنتی ہیں۔

بنگلہ دیش نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ دُنیا بھر میں پٹ سَن کی پیداوار میں پہلے نمبر پر ہے۔

ربڑ : ربڑ دراصل ایک خاص قسم کے درخت سے نکلنے والے سفید رنگ کے رس سے بنایا جاتا ہے۔ ربڑ کا پودا گرم مرطوب آب وہَوا میں خُوب پھلتا پھُولتا ہے۔ درختوں سے حاصل ہونے والے ربڑ کو قدرتی ربڑ کہتے ہیں۔ مصنُوعی طریقوں سے بھی ربڑ بنایا جاتا ہے۔

ملائشیا قُدرتی ربڑ کی پیداوار میں دُنیا بھر میں پہلے نمبر پر ہے۔ اِس کے علاوہ انڈونیشیا اور نائیجیریا میں بھی قدرتی ربڑ پیدا ہوتا ہے۔ ملائشیا اور انڈونیشیا بڑی مقدار میں ربڑ برآمد کرتے ہیں۔

گنّا : گنّے کے رس سے چینی بنائی جاتی ہے۔ اِس کی کاشت کے لیے گرم مرطُوب آب وہَوا ضروری ہے۔ دریاؤں کی وادیوں میں اِس کی فصل بہُت اچھّی ہوتی ہے۔

گنّے کی پیداوار میں انڈونیشیا، ملائشیا، بنگلہ دیش، عراق، مصر اور پاکستان مشہور ہیں۔ پاکِستان کے نہری علاقوں میں گنّا خوب پیدا ہوتا ہے۔ زیادہ تر گنّا سرحد اور پنجاب کے صُوبے پیدا کرتے ہیں۔

تمباکو : اس سے سگریٹ، سگار اور نسوار وغیرہ بنتے ہیں۔ اِس کے لیے گرم مرطُوب آب وہَوا بہُت موزُوں ہے۔

پاکستان تمباکو کی پیداوار میں دُنیا بھر میں چوتھے نمبر پر ہے۔ پاکستان میں زیادہ تر تمباکو سرحد پنجاب اور سندھ کے صُوبوں میں ہوتا ہے۔ البانیہ، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش میں بھی کافی تمباکو پیدا ہوتا ہے۔ ترکی، مصر، شام اعلیٰ تمباکو کے لیے مشہُور ہیں۔

چائے : چائے کے پودے کے لیے گرم مرطُوب آب وہَوا کی ضرُورت ہوتی ہے۔ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر اس کا پودا خُوب پھلتا پھُولتا ہے۔ چائے کی پیداوار کے لیے انڈونیشیا،

بنگلہ دیش اور ملائیشیا مشہور ہیں۔ انڈونیشیا اور بنگلہ دیش چائے برآمد بھی کرتے ہیں۔

مصالحہ جات: ان کے لیے گرم مرطوب آب و ہوا چاہیے۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا مختلف قسم کے مصالحہ جات مثلاً الائچی، لونگ، سیاہ مرچ اور دار چینی کی پیداوار کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

پھل: مسلم ممالک میں ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں خاص طور پر کھجور، زیتون، ناریل، انگور، انجیر، خوبانی، مالٹا، کیلا، آم، انناس، آڑو، سیب، انار، تربوز اور خشک پھل بہت اہم ہیں۔

پاکستان کے آم، سیب اور کینو، افغانستان کے انگور، انار اور خشک پھل، ایران کے انگور، عراق، سوڈان اور دوسرے عرب ممالک کی کھجوریں، گنی کا کیلا اور انناس، ملائیشیا اور انڈونیشیا کے انناس اور ناریل دنیا بھر میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔

(ج) صنعتی پیداوار

صنعتی پیداوار کا انحصار عام طور پر معدنیات، زرعی پیداوار اور جنگلات سے حاصل ہونے والے خام مال پر ہوتا ہے۔ مسلم ممالک میں مختلف قسم کی زرعی پیداوار اور معدنیات ملتی ہیں۔ بہت سے مسلم ملک جنگلات کی دولت سے بھی مالا مال ہیں، اس لیے مسلم ممالک میں طرح طرح کی صنعتیں قائم ہیں۔ چند مشہور صنعتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

سوتی کپڑا: سوتی کپڑا کپاس سے بنتا ہے اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ کئی مسلم ممالک میں اعلیٰ قسم کی کپاس پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے ان ممالک میں بہترین قسم کا سوتی کپڑا بنایا جاتا ہے۔

پاکستان، مصر اور ترکی میں سوتی کپڑا بنانے کے بہت سے کارخانے ہیں۔ پاکستان ہر سال کروڑوں روپے کا سوتی کپڑا اور سوتی دھاگا برآمد کرتا ہے۔

ملائشیا، انڈونیشیا اور ایران کے علاوہ کئی دوسرے مسلم ممالک میں سوتی کپڑا تیار کرنے کے کارخانے قائم ہیں۔

اُونی کپڑا : پاکستان میں اُونی کپڑے کے کئی کارخانے کام کر رہے ہیں۔ پاکستان نہ صرف گرم کپڑے کی اپنی ضرُوریات پُوری کرتا ہے بلکہ برآمد بھی کرتا ہے۔
پاکستان کے علاوہ اُونی کپڑے کے کارخانے ترکی ، ایران ، مراکش ، تیونس ، الجزائر اور لیبیا میں قائم ہیں۔

ریشمی کپڑا : ریشمی دھاگا ریشم کے کیڑے سے حاصل کیا جاتا ہے اور اِن کیڑوں کو تُوت کے پتّوں پر پالا جاتا ہے۔ ریشمی کپڑا بنانے کے کارخانے پاکستان ، ایران ، ترکی اور انڈونیشیا میں قائم ہیں۔

چینی : چینی عام طور پر گنّے سے بنائی جاتی ہے۔ چینی بنانے کے کارخانے انڈونیشیا ، ملائشیا ، پاکستان ، بنگلہ دیش ، مصر اور ترکی میں قائم ہیں۔

سیمنٹ اور کھاد : سیمنٹ اور کھاد بنانے کی صنعت میں پاکستان ، بنگلہ دیش ، انڈونیشیا ، ایران ، ترکی اور مصر خاص طور پر اہم ہیں۔

چمڑے کا سامان : چمڑے کا سامان بنانے کے کارخانے مراکش ، تیونس ، الجزائر ، ترکی ، عراق ، پاکستان ، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش میں قائم ہیں۔

جہاز سازی : جہاز سازی کی صنعت میں انڈونیشیا ، پاکستان ، ملائشیا ، ترکی ، مصر اور مراکش تیزی سے ترقی کر رہے ہیں۔ پاکستان دوسرے ممالک کے لیے بھی بحری جہاز بناتا ہے۔

کھیلوں کا سامان : اس کے لیے پاکستان کا شہر سیالکوٹ دُنیا بھر میں مشہُور ہے۔

لوہے اور بجلی کا سامان : لوہے اور بجلی کا سامان بنانے کے کارخانے پاکستان ، ایران ، ترکی ، مصر ، انڈونیشیا ، عراق اور سوڈان میں قائم ہیں۔

ربڑ کا سامان : ملائشیا اور انڈونیشیا ربڑ کا سامان بنانے کے لیے مشہُور ہیں۔

کاغذ : کاغذ بنانے کے کارخانے بنگلہ دیش ، ترکی ، انڈونیشیا اور پاکستان میں قائم ہیں۔

فولاد : چونکہ مُسلم ممالک میں لوہے ، کوئلے اور بجلی کی کمی ہے ، اِس لیے اِس صنعت نے زیادہ ترقّی نہیں کی۔ فولاد بنانے کے کارخانے ترکی اور پاکستان میں قائم ہیں۔ اِن کے علاوہ مصر ، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش میں بھی چھوٹے پیمانے پر فولاد بنانے کی صنعتیں قائم ہیں۔

موٹر گاڑیاں ، ٹرک اور ٹریکٹر بنانے کے کارخانے ترکی ، مصر ، پاکستان میں قائم ہیں۔

سوالات

1 تیل اور گیس کس کام آتے ہیں؟کون سے مسلم ممالک اس دولت سے مالا مال ہیں؟
2 دنیا میں سب سے زیادہ نمک کس ملک میں پایا جاتا ہے یہ بھی بتائیے کہ نمک کن کاموں کے لیے استعمال ہوتا ہے؟
3 یورینیم کی دھات کیوں اہم ہے یہ دھات کون سے اسلامی ممالک میں پائی جاتی ہے؟
4 مندرجہ ذیل معدنیات میں دھاتیں اور پتھر الگ الگ کیجیے۔
کوئلہ ، لوہا ، کرومائیٹ ، نمک ، سنگ مرمر ، باکسائیٹ ، تانبا ، ٹن
5 مسلم ممالک کی اہم غذائی اور غیر غذائی فصلوں کے نام لکھیں۔
6 مسلم ممالک میں چاول اور گندم کی پیداوار پر نوٹ لکھیے۔
7 ربڑ، مصالحہ جات اور چائے کی پیداوار کے لیے کون سے مسلم ممالک کی آب وہوا موزوں ہے۔
8 "چاندی کا ریشہ" اور "سنہری ریشہ" کس کام آتے ہیں؟
9 مسلم ممالک میں کپڑے کی صنعت کا حال بیان کریں۔
10 مسلم ممالک فولاد کی صنعت میں کیوں زیادہ ترقی نہ کر سکے؟

ا۔ خالی جگہ پُر کر کے جملے مکمل کیجیے۔

(i) ـــــــ اور ـــــــ ربڑ کا سامان بنانے کے لئے مشہور ہیں۔
(ii) ـــــــ کی کپاس اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے۔ اور دنیا بھر میں مشہور ہے۔
(iii) ـــــــ دنیا بھر میں پٹ سن کی پیداوار کے لئے پہلے نمبر پر ہے۔
(iv) ـــــــ قدرتی ربڑ کی پیداوار کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔
(v) کھیلوں کا سامان بنانے کے لئے ـــــــ دنیا بھر میں مشہور ہے۔

عملی کام

1 کسی ایک کارخانے یا کان کی سیر کیجیے۔
2 مسلم ممالک کی صنعتی اور زرعی پیداوار کا چارٹ بنائیے۔

باب : 8

مُسلم مُمالک کے باشندے

(ا) آبادی

دنیا میں مُسلمانوں کی آبادی قریبًا ایک ہزار ملین ہے۔ اس طرح دُنیا کی آبادی میں ہر چوتھا فرد مُسلمان ہے۔ زیادہ تر مُسلمان آزاد اور خُود مختار مُمالک میں رہتے ہیں۔ غیر مُسلم ممالک میں بھی مُسلمانوں کی کافی تعداد آباد ہے۔

آبادی کا انحصار اچھی آب و ہوا، پانی کی زیادتی، زرخیز زمین اور دُوسرے قدرتی وسائل پر ہوتا ہے۔ جہاں یہ سہُولتیں میسّر ہوں گی وہاں آبادی زیادہ ہوگی اور جہاں حالات اچھے نہ ہوں گے وہاں کم لوگ آباد ہوں گے۔ مثال کے طور پر خشک پہاڑی، سخت گرم، اور سرد علاقوں میں بہُت کم لوگ رہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات انسان ہمّت اور محنت کے ذریعے ناموافق حالات کو بھی تبدیل کر کے موافق بنا لیتا ہے اور پُورا پُورا فائدہ اُٹھاتا ہے۔ دریاؤں کا رُخ بدل دیتا ہے، ان پر بند باندھ کر بجلی پیدا کرتا ہے، نہریں نکالتا ہے اور اُن کے پانی کے ذریعے خشک علاقوں کو بھی سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اور بڑے بڑے شہر بسا لیتا ہے۔

سب سے زیادہ گنجان آباد مُسلم ممالک برِاعظم ایشیا میں ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم مُلک ہے اس کی آبادی 130 ملین سے زائد ہے۔ بنگلہ دیش دوسرے اور پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔ ایران اور ترکی کی آبادی چالیس چالیس ملین کے قریب ہے۔ ان کے علاوہ زیادہ آبادی کے دوسرے مُسلم ممالک ملائیشیا، افغانستان، عراق، شام اور لبنان ہیں۔

افریقہ کے برِاعظم میں بہُت سے مسلم ممالک واقع ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ آبادی نائیجیریا کی ہے۔ اس کی آبادی 77 ملین سے زیادہ ہے۔ پھر مصر ہے جس کی آبادی 42 ملین ہے۔ مراکش میں 20 ملین سے زیادہ لوگ آباد ہیں۔

کم آبادی کے مُسلم ممالک میں بہُت سے عرب اور افریقی مُسلم ممالک شامل ہیں۔ ان میں اردن، اومان اور متحدہ عرب امارات کی آبادی بہُت کم ہے۔ افریقہ میں سوڈان، صومالیہ، چاڈ، نائیجر، مالی، ماریطانیہ اور لیبیا کم آباد ہیں۔

ذیل میں مُسلم ممالک کی آبادی اور دوسری اہم معلومات کا چارٹ دیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	مُلک	دارالحکومت	سکّہ	آبادی	رقبہ (مربع کلومیٹر)	مسلم دُنیا میں اہمیت
1	آئیوری کوسٹ	آبدجان	فرانک	82,62,000	3,20,763	
2	اپر وولٹا	اگادوگو	فرانک	68,15,000	2,74,200	
3	اُردن	عمان	دینار	33,14,000	97,740	
4	افغانستان	کابل	افغانی	1,80,00,000	6,47,497	
5	البانیہ	ترانہ	لیک	26,84,000	28,748	
6	الجزائر	الجزیرہ	دینار	1,87,26,000	23,81,741	رقبے میں نمبر 2
7	انڈونیشیا	جکارتہ	روپیہ	13,25,00,000	19,19,443	آبادی میں 1، رقبے میں 4، تیل میں 7
8	اومان	مسقط	ریال	8,00,000	2,12,457	
9	ایران	تہران	ریال	3,84,40,000	16,48,000	تیل میں 2، رقبے میں نمبر 6
10	بحرین	منامہ	ریال	3,87,000	669	رقبے میں سب سے چھوٹا
11	بنگلہ دیش	ڈھاکہ	ٹکہ	9,33,00,000	1,43,998	آبادی میں 2، غریب ترین مُلک نمبر 3 پٹ سن میں 1
12	پاکستان	اسلام آباد	روپیہ	8,38,00,000	8,03,943	آبادی میں نمبر 3
13	ترکی	انقرہ	لیرا	3,83,00,000	7,80,576	
14	تیونس	تیونس	دینار	64,72,000	1,63,610	
15	جنوبی یمن	عدن	دینار	19,07,000	3,33,038	
16	چاڈ	اینجامنا	فرانک	46,33,000	12,84,000	دنیا کا غریب ترین مُلک نمبر 2
17	سعودی عرب	ریاض	ریال	98,28,000	21,49,690	تیل میں نمبر 1، رقبے میں نمبر 3
18	سینی گال	ڈاکر	فرانک	56,81,000	1,96,192	
19	سوڈان	خرطوم	پاؤنڈ	1,88,06,000	25,05,813	رقبے میں نمبر 1
20	سیرالیون	فری ٹاؤن	لیون	37,28,000	71,740	
21	شام	دمشق	پاؤنڈ	88,01,000	1,85,180	
22	صومالیہ	مگریشو	شلنگ	50,59,000	6,37,657	

نمبر شمار	مُلک	دارالحکومت	سکّہ	آبادی	رقبہ (مربع کلومیٹر)	مسلم دُنیا میں اہمیت
23	عراق	بغداد	دینار	1,33,60,000	4,34,924	تیل میں نمبر 6
24	قطر	دوحا	ریال	1,35,600	11,437	
25	کویت	کویت	دینار	2,20,000	17,818	تیل میں نمبر 3
26	گنی	کونکری	سیلی	54,24,000	2,45,857	
27	گنی بساؤ	بساؤ	پیسو	7,92,000	36,125	
28	گیمبیا	باتھرسٹ	دلاسی	6,01,000	10,403	
29	لبنان	بیروت	پاؤنڈ	31,00,000	10,400	
30	لیبیا	طرابلس بن غازی	دینار	34,98,000	17,59,540	تیل میں نمبر ۷، رقبے میں 5
31	ماریطانیہ	نواکشت	اوگیا	15,02,000	10,30,700	
32	مالی	بمکو	فرانک	66,43,000	12,40,000	
33	متحدہ عرب امارات	ابُوظہبی	درہم	10,40,000	83,600	
34	مراکش	رباط	درہم	2,07,77,000	4,40,300	
35	مصر	قاہرہ	پاؤنڈ	4,21,28,000	10,01,449	
36	ملائشیا	کوالالمپور	ملائی ڈالر	1,34,36,000	3,29,749	دنیا میں ربڑ کی پیداوار میں نمبر 1
37	مالدیپ	مالی	روپیہ	1,54,000	298	
38	نائیجر	نیامی	فرانک	55,04,000	12,67,000	رقبے میں ساتواں
39	نائیجیریا	لاگوس	نائرا	7,70,51,000	9,23,758	تیل میں نمبر 5 - آبادی میں نمبر 4
40	یمن (شمالی)	صنعا	ریال	52,46,000	1,95,000	
41	جبوتی	جبوتی	فرانک	4,42,000	22,000	
42	کمورو	مورونی	فرانک	3,69,000	1,862	
43	برونائی دارالسلام	سری بیگوان	ڈالر	2,09,000	5,699	

(ب) پیشے

انسان اپنی روزی کمانے کے لیے جو کام کرتا ہے وہ اس کا پیشہ کہلاتا ہے۔ آبادی کی طرح پیشوں کا انحصار بھی آب و ہوا، قدرتی وسائل اور طبعی حالات پر ہوتا ہے۔ چونکہ یہ حالات ہر جگہ ایک جیسے نہیں ہوتے، اس لیے مختلف علاقوں کے پیشے بھی مختلف ہوتے ہیں۔

مُسلم ممالک کے لوگوں کے بڑے بڑے پیشے مندرجہ ذیل ہیں:

زراعت : اُن مُسلم مُمالک کے لوگوں کا سب سے بڑا پیشہ زراعت ہے جہاں زمین زرخیز ہے، بارش زیادہ ہوتی ہے یا آب پاشی کی بہتر سہُولتیں میسّر ہیں۔ خاص طور پر انڈونیشیا، ملائشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، ایران، عراق، ترکی کے لوگوں کا یہ اہم پیشہ ہے۔ پاکستان کے 75 فیصد لوگ اسی پیشے سے وابستہ ہیں۔

گلہ بانی : ہر مُسلم مُلک کے بہت سے لوگ بھیڑ بکریاں اور مویشی پال کر اپنی روزی کماتے ہیں۔ ایسے بنجر اور پہاڑی علاقوں میں جہاں بارش زیادہ نہیں ہوتی، لوگ بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔ عرب ممالک کے علاوہ پاکستان، افغانستان، لیبیا، الجزائر، مراکش، چاڈ، جبوتی، صومالیہ، نائیجر اور موریطانیہ میں بھیڑ بکریاں اور مویشی پالے جاتے ہیں۔

ماہی گیری : مُسلم ممالک کے لاکھوں لوگوں کا پیشہ ماہی گیری ہے۔ مچھلی نہ صرف اہم غذا ہے بلکہ اسے دوسرے ممالک کو برآمد کر کے زرِ مُبادلہ بھی کمایا جاتا ہے۔ ماہی گیری مُسلم ممالک کے بہُت سے لوگوں کا اہم پیشہ ہے جو سمندروں کے ساتھ واقع ہیں۔ ان میں خاص طور پر انڈونیشیا، ملائشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، ایران، ترکی، عراق، مصر، الجزائر، مراکش اور مالدیپ اہم ہیں۔

کان کنی : مُسلم ممالک کے بے شمار لوگ کانوں سے معدنیات نکالنے کا کام کرتے ہیں۔ انڈونیشیا، پاکستان، ملائشیا، ایران، ترکی، مصر، الجزائر اور مراکش وغیرہ میں مختلف قسم کی معدنیات پائی جاتی ہیں، اس لیے یہاں کے لوگوں کا ایک اہم پیشہ کان کنی ہے۔

محنت مزدُوری : ہر مُسلم مُلک میں بے شمار لوگ کارخانوں، فیکٹریوں، کھیتوں اور باغات وغیرہ میں محنت مزدُوری کرتے ہیں۔

لاکھوں لوگ گھروں ہی میں محنت کر کے مختلف اشیا بناتے ہیں، جن کو گھریلو دستکاریاں کہتے ہیں۔ مُسلم ممالک کے لوگ قالین، لکڑی کا کام، کڑھائی، چمڑے اور پیتل کا کام اور اسی طرح کے بے شمار دوسرے کام کرتے ہیں۔

شکار: بہت سے لوگوں کا پیشہ جنگلی جانوروں کا شکار کرنا ہے۔ خاص طور پر افریقہ کے مُسلم ممالک کے بہت سے لوگوں کا پیشہ یہ ہے۔

(ج) رہنے سہنے کے طریقے

دُنیا کے ہر علاقے کے لوگ اپنے رسم و رواج، مذہب اور عقائد کے مُطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی طرح مُسلمان چاہے دُنیا کے کسی بھی مُلک کا باشندہ ہو اپنی زندگی ان اصُولوں کے مُطابق گزارے گا جو اسلام نے اُس کے لیے مقرر کیے ہیں۔ اس لیے ہر مُلک کے مُسلمانوں میں مہمان نوازی، سچائی، دوسروں کی خدمت، بہادُری، ہمدردی اور مساوات کی خُوبیاں ضرور ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ عبادت کے طریقے اور دوسری مذہبی رسومات بھی ایک جیسی ہیں۔ ان مشترک باتوں کے علاوہ بہُت سی باتیں مختلف بھی ہیں، مثال کے طور پر لباس، زبان اور علاقائی رسم و رواج وغیرہ۔

مختلف علاقوں کے مسلمانوں کے رہن سہن کے طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

جنوب مشرقی ایشیا میں دو بڑے اہم مُسلم ممالک انڈونیشیا اور ملائشیا واقع ہیں۔ ان کے علاوہ حال ہی میں ایک نیا مُلک برونائی دارالسلام وجود میں آیا ہے۔ اِن تینوں ممالک کی آب و ہوا اور رسم و رواج مِلتے جُلتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ تہ بند باندھتے ہیں اور قمیص پہنتے ہیں۔ سر پر گول ٹوپی اوڑھتے ہیں۔ چاول اور مچھلی ان کی پسندیدہ خوراک ہے۔ دیہاتی علاقوں میں اکثر لوگ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں جو عام طور پر لکڑی اور بانس سے بنائی جاتی ہیں۔

شہروں کے اکثر لوگ مغربی طرز کا لباس پہنتے ہیں اور جدید طرز کے مکانات میں رہتے ہیں۔

جنوبی ایشیا کے دو بڑے مُسلم ممالک بنگلہ دیش اور پاکستان ہیں۔ بنگلہ دیش میں لوگ زیادہ تر تہ بند باندھتے ہیں اور کُرتہ پہنتے ہیں۔ عورتیں ساڑھی یا دھوتی پہنتی ہیں۔ اکثر لوگ غریب ہیں۔ لوگوں کی پسندیدہ غذا چاول اور مچھلی ہے۔

پاکستان میں زیادہ تر لوگ دیہات میں آباد ہیں۔ یہ لوگ عام طور پر شلوار قمیص پہنتے ہیں۔ سر پر ٹوپی پہنتے ہیں یا پگڑی باندھتے ہیں۔ مٹّی سے بنائے گئے کچّے مکانات میں رہتے ہیں۔ شہروں کے لوگ پختہ مکانات میں رہتے ہیں۔ پاکستان کے لوگوں کی عام غذا گندم، چاول، دالیں، گوشت اور سبزی ہے۔

جنوب مغربی ایشیا میں ایران، عرب ممالک اور ترکی واقع ہیں۔ عرب ممالک زیادہ تر صحرائی علاقے ہیں۔ ان میں بارش کی قلّت ہے اور پانی کی کمی ہے۔ ذرائع آمدورفت اچھے نہیں، آبادی بھی کم ہے۔ بہت سے لوگ خانہ بدوش ہیں جن کو بدّو کہتے ہیں۔ یہ بھیڑ بکریاں اُونٹ اور گھوڑے پالتے ہیں، خیموں میں رہتے ہیں۔ جَو، کھجُور، گوشت اور دُودھ ان کی پسندیدہ غذا ہے۔ یہ ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنتے ہیں تاکہ گرمی سے بچ سکیں۔ اس کے علاوہ سر پر رومال باندھتے ہیں جس کو ایک ڈوری سے کس دیتے ہیں۔ کچھ لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ مختلف کام کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ کچھ جدید طرز کے مکانوں میں رہتے ہیں اور آرام دہ زندگی گزارتے ہیں۔

ایران، عراق، لبنان اور ترکی کے لوگوں کے رہن سہن پر یورپ کے لوگوں کا اثر نمایاں ہے۔ اکثر لوگ مغربی طرز کا لباس پہنتے ہیں۔ یورپ میں البانیہ کا مُسلم مُلک واقع ہے۔ یہاں کے لوگوں کا رہن سہن بھی یورپی طرز کا ہے۔

افریقہ کے اکثر مُسلم ممالک کو یورپی اقوام سے آزادی حاصل کیے زیادہ عرصہ نہیں گزرا، اس لیے ان کے لوگوں کا رہن سہن بھی یورپی اقوام جیسا ہی ہے۔

سوالات

1۔ گنجان آباد اور کم آباد مُسلم مُمالک کون کون سے ہیں؟

2۔ مُسلم مُمالک کے لوگوں کے بڑے بڑے پیشے کون کون سے ہیں؟

3۔ مختلف ممالک کے مُسلمانوں میں کون سی خُوبیاں مشترک ہیں؟

عملی کام

1۔ آبادی کے حساب سے پہلے دس مُسلم ممالک کا چارٹ بنائیے۔

باب : 9

مُسلم مُمالک کی تجارت

آپ پڑھ چکے ہیں کہ مُسلم مُمالک میں کون کون سی زرعی ، معدنی اور صنعتی اشیاء زیادہ ہوتی ہیں اور کون کون سی کم۔ ضرورت سے زیادہ پیدا ہونے والی اشیاء کو مُسلم مُمالک برآمد کر دیتے ہیں اور اُن کے بدلے میں جن اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے، اُن کو درآمد کرتے ہیں۔ اشیاء کے اِس لین دین کو تجارت کہتے ہیں۔

1- اہم تجارتی اشیاء

تجارت میں برآمد اور درآمد کی جانے والی اشیاء شامل ہوتی ہیں۔ مسلم ممالک کی اہم برآمدات مندرجہ ذیل ہیں :-

معدنی تیل : بہت سے ایشیائی اور کئی افریقی مُسلم ممالک میں معدنی تیل بڑی مقدار میں نکالا جاتا ہے۔ یہ ممالک نہ صرف اپنے برادر مُسلم ملکوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں بلکہ بہُت سے غیر مُسلم یورپی ، ایشیائی اور امریکی ممالک کو بھی تیل برآمد کرتے ہیں۔

سعُودی عرب ، ایران ، کویت ، لیبیا ، نائیجیریا ، انڈونیشیا اور متّحدہ عرب امارات معدنی تیل کی برآمد کے لیے مشہُور ہیں۔

کپاس اور اس کی مصنُوعات : پاکستان اور مصر میں اعلیٰ قسم کی کپاس پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان کپاس کی ایک بہُت بڑی مقدار خام حالت میں برآمد کر دیتا ہے۔ کپاس سے سُوتی کپڑا ، دھاگا اور کئی دوسری اشیاء تیار کر کے بھی دوسرے ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔

پاکستان اور مصر کپاس اور اس کی مصنوعات کی برآمدات کے لیے مشہُور ہیں۔

پٹ سن اور اس کی مصنُوعات : پٹ سن برآمد کرنے والا سب سے اہم مُسلم مُلک بنگلہ دیش ہے۔ یہاں پٹ سن کے بہُت سے کارخانے قائم ہیں جن میں پٹ سن سے بوریاں ، تھیلے اور دوسری اشیاء تیّار کی جاتی ہیں۔ بنگلہ دیش پٹ سن اور اس کی بنی ہُوئی

چیزیں بہت سے یورپی اور ایشیائی ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

چاول : پاکستان ، ملائشیا اور انڈونیشیا چاول برآمد کرتے ہیں۔

چائے : بنگلہ دیش اور انڈونیشیا چائے برآمد کرتے ہیں۔

قدرتی ربڑ : انڈونیشیا اور ملائشیا قدرتی ربڑ جاپان اور کئی یورپی ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔

کھجور : عرب ممالک کھجور کی پیداوار اور برآمد میں مشہور ہیں۔

کرومیم : پاکستان اور البانیہ برآمد کرتے ہیں۔

ٹن : ملائشیا ، انڈونیشیا اور نائیجیریا برآمد کرتے ہیں۔

باکسائٹ : گنی اور سیرالیون برآمد کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا اشیاء کے علاوہ مسلم ممالک قالین ، سگریٹ ، کیمیائی کھاد ، زیتون اور ناریل کا تیل ، اون اور اونی کپڑا ، چمڑا اور کھالیں ، کھیلوں کا سامان ، نمک ، مچھلی اور ہر قسم کے پھل بھی برآمد کرتے ہیں۔

مسلم ممالک مندرجہ ذیل اشیاء درآمد کرتے ہیں:

لوہا اور فولاد ، مشینیں ، بحری و ہوائی جہاز ، بسیں ، کاریں ، جراحی کے آلات ، ریلوں کے ڈبے ، انجن ، زرعی آلات ، کیمیائی اشیاء ، ادویات ، اسلحہ اور بہت سی دوسری اشیاء۔ یہ تمام اشیاء مسلم ممالک عام طور پر چین ، جاپان ، روس ، برطانیہ ، فرانس ، امریکہ اور مغربی جرمنی سے منگواتے ہیں۔

ب۔ تجارتی راستے

مسلم ممالک کے درمیان تجارت مندرجہ ذیل تین راستوں سے ہو سکتی ہے۔

1- برّی راستے

2 - بحری راستے

3 - ہوائی راستے

1 - برّی راستے : برّی راستوں میں ریلیں اور سڑکیں شامل ہیں۔

اکثر ممالک میں ریلوں کا نظام اتنا عمدہ نہیں کہ تجارتی سامان بڑے پیمانے پر

ایک مُلک سے دوسرے مُلک میں پہنچایا جا سکے۔ پاکستان سے افغانستان کی سرحد تک تجارتی سامان ریلوں کے ذریعے لے جایا جاتا ہے۔ پاکستان اور ایران کے درمیان بھی ریلوں کے ذریعے تجارتی سامان لایا اور لے جایا جاتا ہے۔

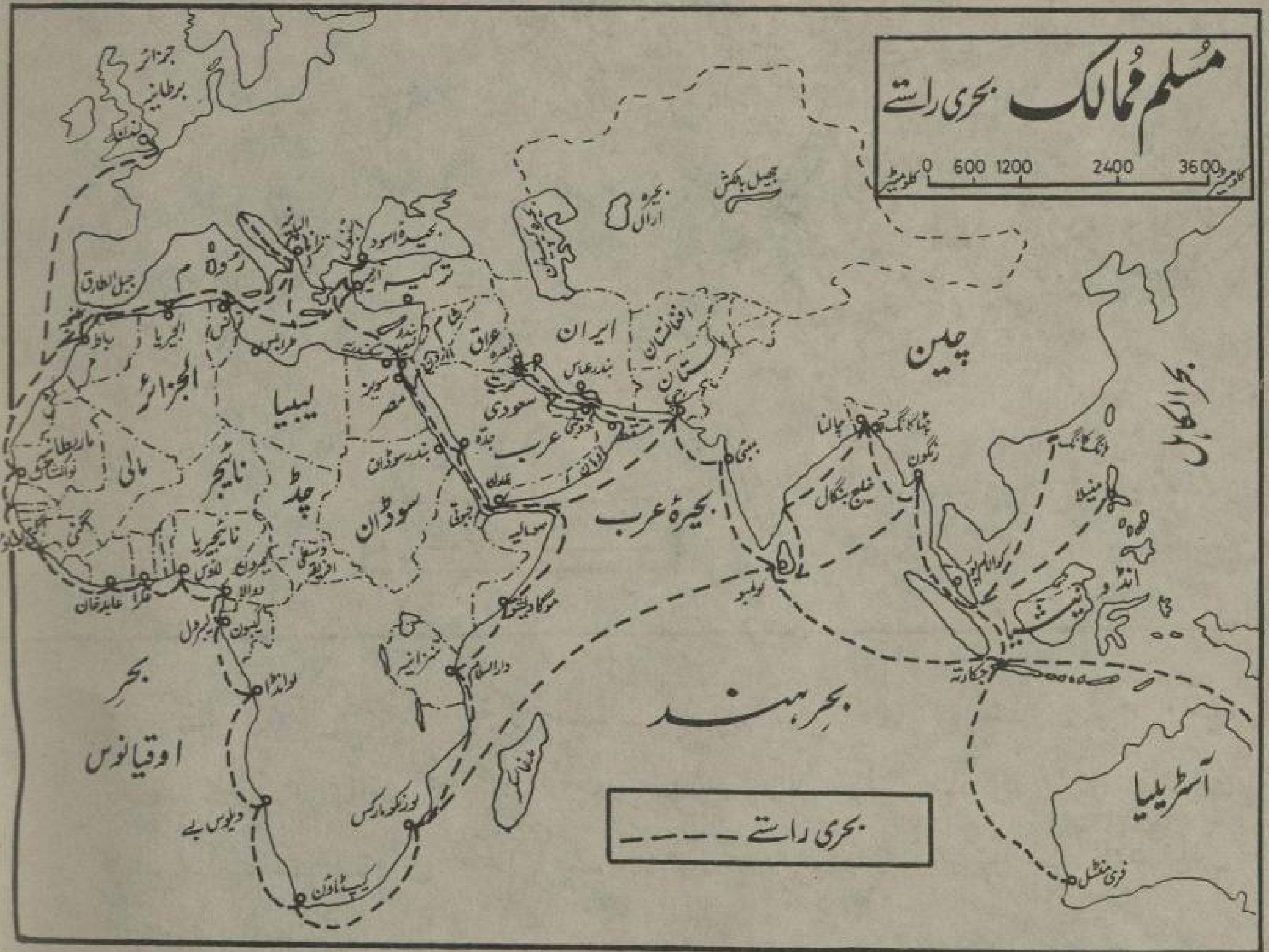
ایران، عراق اور ترکی کے درمیان بھی ریل کے ذریعے رابطہ قائم ہے۔

مسلم ممالک ریلوے لائن

برّی راستوں میں سڑکوں کو سب سے زیادہ اہمیّت حاصل ہے۔ برِّاعظم ایشیا میں پاکستان سے مُسلم ممالک کا ایک سِلسلہ شروع ہو کر ترکی تک چلا جاتا ہے۔ ان تمام مُسلم ممالک کے درمیان سڑکوں کے ذریعے آمدورفت ہوتی رہتی ہے اور تجارتی سامان کی درآمد اور برآمد ہوتی ہے۔

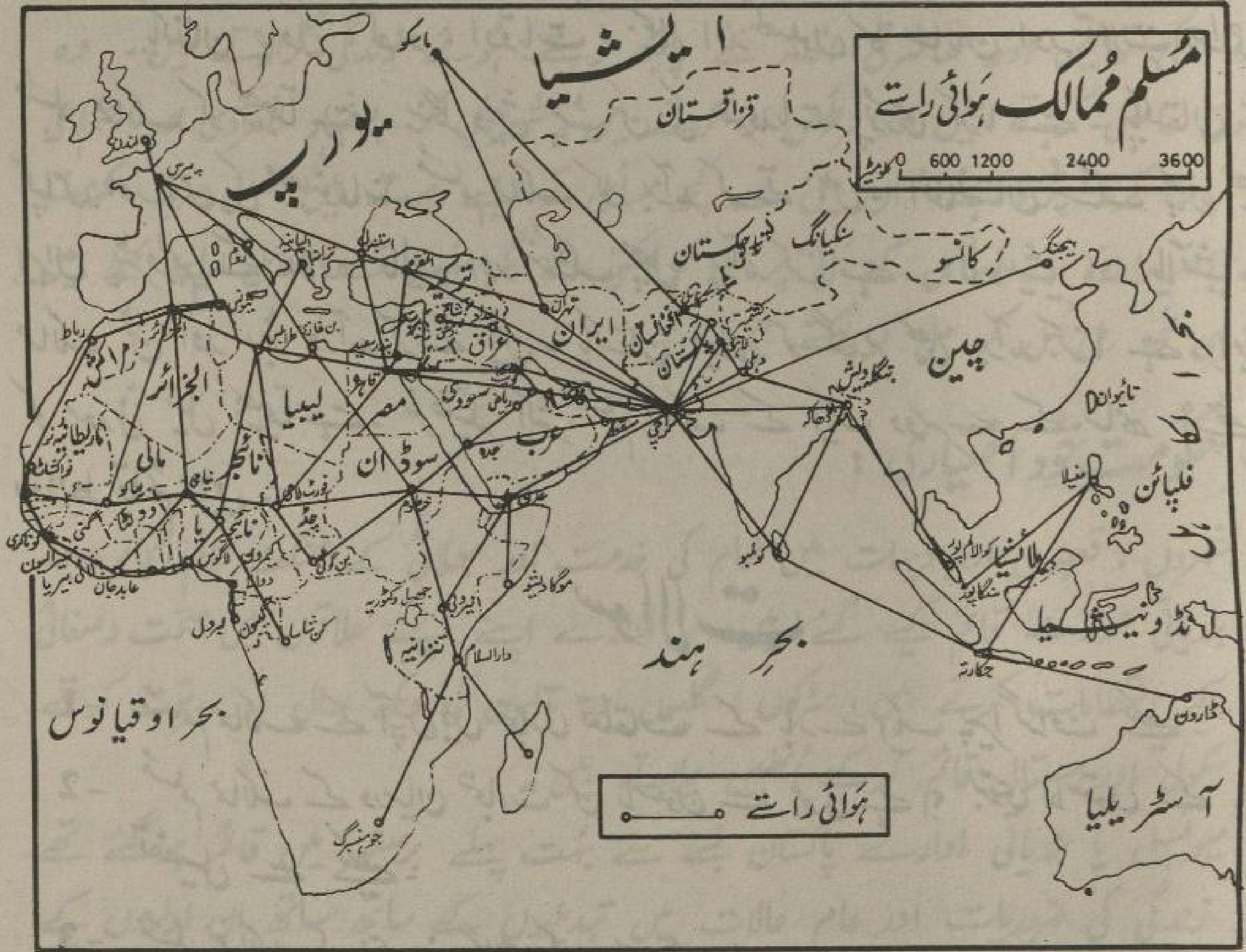
اِسی طرح مصر سے لے کر شمال مغربی افریقہ میں مراکش اور مغربی افریقہ میں گِنی تک مُسلم ممالک کا ایک اور عظیم سِلسلہ پھیلا ہُوا ہے۔ اگرچہ ان میں سے زیادہ تر سڑکیں اچھّی نہیں ہیں پھر بھی سڑکوں کے ذریعے کافی تجارت ہوتی ہے۔

2 - بحری راستے : تمام بڑے بڑے مسلم مُمالک مختلف سمندروں کے ساتھ واقع ہیں۔ اور اُن کے ساحلوں پر بڑی اچھی اچھی بندرگاہیں موجُود ہیں۔ مسلم ممالک کی اہم بندرگاہیں بحرِ اوقیانوس کے ساحل پر رباط، بحیرۂ روم کے ساحل پر الجیریا، تیونس، طرابلس، سکندریہ، پورٹ سعید اور ازمیر ہیں۔ ترکی کی اہم بندرگاہ استنبول ہے۔ بحیرہ قلزم میں سویز، جدّہ، پورٹ سوڈان اور عدن کی بندرگاہیں ہیں۔ خلیج فارس کے کنارے دوبئی، بحرین، کویت، بصرہ، آبادان اور بندر عباس کی مشہور بندرگاہیں۔ بحیرۂ عرب کی بڑی بندرگاہ کراچی ہے۔ خلیج بنگال میں چالنا اور چٹاگانگ اہم بندرگاہیں ہیں۔ ان کے بعد آبنائے ملاکا میں کوالالمپور اور جکارتہ اہم بندرگاہیں ہیں۔ چونکہ سمندر تجارت کا



سب سے سستا ذریعہ ہے، اس لیے مُسلم مُمالک کی زیادہ تر تجارت بحری راستوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ مُسلم ممالک میں ترکی، پاکستان، انڈونیشیا اور مصر کے اپنے تجارتی جہاز ہیں۔ مُسلم ممالک کی بندرگاہوں سے بے شمار تجارتی سامان برآمد اور درآمد کیا جاتا ہے۔

3 - **ہَوائی راستے** : ہَوائی جہاز اگرچہ تجارت کا سب سے مہنگا ذریعہ ہیں لیکن ان میں وقت کی بہُت بچت ہوتی ہے۔ بہُت سے مُسلم ممالک کے درمیان ہَوائی جہازوں کے ذریعے بھی کافی تجارت ہوتی ہے۔ زیادہ تر مُسلم ممالک نے اپنی فضائی کمپنیاں قائم کر رکھی ہیں۔ ان میں سے پاکستان، ملائشیا، انڈونیشیا، ایران، سعُودی عرب، اُردن، ترکی اور مصر کی ہَوائی کمپنیاں مشہور ہیں۔



اِن ہَوائی کمپنیوں کے جہاز دُنیا کے کونے کونے تک مُسافر اور تجارتی سامان لے جاتے ہیں۔ مسلم ممالک میں قاہرہ، استنبول، تہران، کراچی اور جکارتہ دُنیا کے اہم ہوائی اڈّوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ج - مُسلم مُمالک کے آپس میں تجارتی تعلّقات

اکثر مُسلم مُمالک نے آپس میں تجارتی معاہدے کر رکھے ہیں۔ اس طرح اُن کے درمیان اچھے تجارتی تعلّقات قائم ہیں۔

پاکستان ، ایران اور ترکی کے درمیان علاقائی تعاون برائے ترقّی کا معاہدہ قائم ہے۔ اس کو اب اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای۔سی۔او) بھی کہتے ہیں ۔ اس تنظیم کے تحت یہ تینوں مُلک بہُت سے مشترکہ منصوبوں پر کام کر رہے ہیں ۔

بہُت سے عرب ممالک اور بعض افریقی مُسلم ممالک میں تیل کی فراوانی ہے ۔ یہ ملک دوسرے مُسلم ممالک کی تیل کی ضرُورت پُوری کرتے ہیں ۔

پاکستان چاول ، کھاد ، ادویّات ، بجلی اور کھیلوں کا سامان اور آلاتِ جراحی دُوسرے مُسلم ممالک کو بھیجتا ہے ۔ بنگلہ دیش پٹ سَن کی ضروریات پُوری کرتا ہے ۔ پاکستان اور مصر کپاس اور اس کی مصنُوعات مُسلم ممالک کو برآمد کرتے ہیں ۔ افغانستان خُشک پھل بھیجتا ہے ۔ ایران پٹرولیم کے علاوہ قالین اور خُشک پھل برآمد کرتا ہے ۔ انڈونیشیا اور ملائشیا سے مُسلم ممالک ٹن اور ربڑ درآمد کرتے ہیں ۔ پاکستان ایران کو گندم بھی برآمد کرتا ہے ۔ ایران پاکستان کو معدنی تیل بھیجتا ہے ۔ غرضیکہ اکثر مُسلم ممالک کے ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تجارتی روابط قائم ہیں ۔

سوالات

1- مُسلم ممالک کے آپس میں تجارتی تعلقات کے بارے ایک پیراگراف لکھیے ۔
2- مُسلم ممالک کے درمیان تجارت کن راستوں سے ہوتی ہے ؟ برّی راستوں کے بارے میں تفصیل سے لکھیے ۔
3- مُسلم ممالک کی اہم بندرگاہیں کون سی ہیں ؟
4- مُسلم ممالک میں سے کن کے پاس اپنے تجارتی بحری جہاز ہیں ؟
5- مُسلم ممالک کے اہم ہوائی اڈّے کون سے ہیں ؟
6- کون کون سے مُسلم ممالک نے اپنی فضائی کمپنیاں قائم کر رکھی ہیں ؟

عملی کام

1- مُسلم ممالک کی اہم درآمدات اور برآمدات کا چارٹ بنائیے ۔

باب : 10

پاکستان میں شہری زندگی

پاکستان کے لوگ شہروں میں رہتے ہوں یا دیہات میں، وہ اس مُلک کے شہری ہیں۔ وُہ ملکی قوانین اور معاشرتی اقدار کے پابند رہتے ہُوئے زندگی گزارتے ہیں۔ وہ اپنے حقُوق حاصل کرتے ہیں اور فرائض ادا کرتے ہیں۔ شہریوں کو بے شمار انفرادی اور اجتماعی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے کچھ مسائل تو ایسے ہوتے ہیں جنھیں صرف حکومت ہی اپنے اِختیارات اور وسائل کے بَل پر حل کر سکتی ہے مگر بہُت سے مسائل ایسے بھی ہیں جنھیں شہری خُود مِل جُل کر حل کر سکتے ہیں۔

(ا) حکُومتِ خُودِ اختیاری :

شہروں، قصبوں اور دیہات میں عوام کی خدمت اور بھلائی کے مختلف کام انجام دینے کے لیے بلدیاتی ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ یہ ادارے اپنے اپنے علاقوں میں صِحّت وصفائی اور تعلیم کے اِنتظامات کرتے ہیں، سڑکوں، گلیوں اور نالیوں کی دیکھ بھال اور مرمّت کرتے ہیں اور سکول اور ہسپتال قائم کر کے اُنھیں چلاتے ہیں۔

میونسپل یا بلدیاتی ادارے پاکستان بننے سے بہُت پہلے برصغیر میں قائم ہو گئے تھے۔ بعد میں زندگی کی ضروریات اور عام حالات میں تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ان اداروں کے دائرۂ کار اور اِختیارات میں توسیع ہوتی رہی۔ یہ ادارے مُلکی قانُون کی حد کے اندر رہتے ہُوئے اپنے لیے قواعد وضوابط بناتے اور طریق کار وضع کرتے ہیں۔ عوامی خدمت اور بھلائی کے مختلف کاموں کو انجام دینے اور جاری رکھنے کے لیے یہ اِدارے آمدنی کے ذرائع تلاش کرتے اور شہریوں سے مختلف ٹیکس وصُول کرتے ہیں۔ چونکہ یہ ادارے مقامی طور پر لوگوں کے مسائل حل کرنے کے اختیارات رکھتے ہیں اور انھیں حل کرنے کا اِنتظام بھی کرتے ہیں، اِس لیے ان اداروں کے نظام کو حکومتِ خُودِ اختیاری بھی کہتے ہیں۔

پاکستان کے ہر حصّے میں بلدیاتی ادارے یا حکومت خُودِ اختیاری کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ شہروں، قصبوں اور دیہات میں کام کرنے والے بلدیاتی اداروں کے نام یہ ہیں:

1- میونسپل کارپوریشن
2- میونسپل کمیٹی
3- ٹاؤن کمیٹی
4- ڈسٹرکٹ کونسل
5- کنٹونمنٹ بورڈ

1- میونسپل کارپوریشن

بڑے شہروں کے بلدیاتی ادارے کو میونسپل کارپوریشن کہتے ہیں۔ کراچی، لاہور، کوئٹہ، پشاور، حیدرآباد جیسے شہروں میں میونسپل کارپوریشنیں قائم ہیں۔ کارپوریشن کے ارکان یا ممبروں کو کونسلر کہتے ہیں۔ کونسلروں کو شہری خفیہ ووٹ کے ذریعے چار سال کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ یہ کونسلر اپنے اندر سے ایک سربراہ چُنتے ہیں جسے کارپوریشن کا میئر یا رئیسِ بلدیہ کہا جاتا ہے۔ یہ کونسلروں کے مشورے سے کام کرتا ہے۔

2- میونسپل کمیٹی

دوسرے درجے کے بڑے شہروں کے بلدیاتی ادارے کو میونسپل کمیٹی کہا جاتا ہے۔ میونسپل کمیٹی کے ارکان یا ممبروں کو شہر کے باشندے خفیہ ووٹوں کے ذریعے چار سال کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ یہ ارکان یا کونسلر اپنے میں سے ایک کونسلر کو خُفیہ رائے شماری کے ذریعے اپنا چیئرمین منتخب کرتے ہیں۔

3- ٹاؤن کمیٹی

چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جو بلدیاتی ادارے کام کرتے ہیں انھیں ٹاؤن کمیٹی کہا جاتا ہے۔ قصبے یا شہر کے ووٹر ہر چار سال بعد ان اداروں کے لیے خفیہ ووٹ کے ذریعے ارکان

یا کونسلر چُنتے ہیں۔ یہ کونسلر اپنے میں سے ایک شخص کو خُفیہ ووٹ کے ذریعے سربراہ منتخب کرتے ہیں جسے چیئرمین کہا جاتا ہے۔

4- ڈسٹرکٹ کونسل

دیہی آبادی کے لیے ضلع کی سطح پر جو بلدیاتی ادارہ قائم کیا جاتا ہے اُسے ڈسٹرکٹ کونسل یا ضلع کونسل کہا جاتا ہے۔ ضلع کونسل کے ممبروں یا کونسلروں کو دیہی آبادی اپنے ووٹوں کے ذریعے چار سال کے لیے منتخب کرتی ہے۔ کونسلر اپنے میں سے بہتر اور باصلاحیت شخص کو ووٹ کے ذریعے ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین منتخب کرتے ہیں۔

ضلعے میں نچلی سطح پر یونین کونسلیں بھی کام کرتی ہیں۔ یُونین کونسل چند چھوٹے چھوٹے گاؤں ملا کر بنائی جاتی ہے۔ یونین کونسل کی حدود میں رہنے والے ووٹر اپنے ووٹ کے ذریعے چار سال کے لیے کونسلروں کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ کونسلر اپنے میں سے ایک شخص کو یونین کونسل کا چیئرمین مُنتخب کرتے ہیں۔

5- کنٹونمنٹ بورڈ

بڑے شہروں میں فوجی چھاؤنیاں بھی ہوتی ہیں۔ اِن چھاؤنیوں میں رہائش پذیر سول آبادی کے مسائل حل کرنے کے لیے میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی بجائے کنٹونمنٹ بورڈ ہوتا ہے۔ کنٹونمنٹ بورڈ کے نصف ارکان یا کونسلر ووٹ کے ذریعے منتخب ہو کر آتے ہیں اور نصف نامزد ہوتے ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ کا چیئرمین مقامی چھاؤنی کا سٹیشن کمانڈر (مقامی کمانڈر) ہوتا ہے۔ بورڈ کا وائس چیئرمین عام طور پر منتخب ممبروں میں سے چُنا جاتا ہے۔

بلدیاتی اداروں میں مختلف پیشوں سے متعلق افراد کو بھی نمائندگی دی جاتی ہے۔ مثلاً خواتین اور مزدوروں کو۔ ان نمائندوں کا انتخاب منتخب کونسلر کرتے ہیں۔

بلدیاتی ادارے اپنے اپنے علاقے میں، اپنے دائرہ اختیار کے اندر رہتے ہوئے، عوام کی خدمت اور بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ سب اداروں کا مقصد ایک ہے، اور وہ یہ کہ نچلی اور مقامی سطح پر لوگوں کے مسائل حل کیے جائیں اور ان کی مشکلات دُور کی جائیں۔ مندرجہ ذیل کام ان اداروں کے فرائض میں شامل ہیں:

تعلیم کا فروغ: یہ ادارے اپنے اپنے علاقے میں تعلیم کی ترویج و ترقی میں بھرپور حصّہ لیتے ہیں۔ یہ سکول قائم کرتے اور انھیں چلاتے ہیں۔ مختلف نجی تعلیمی اداروں کو امدادی رقوم دیتے ہیں اور تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کرتے ہیں۔ یہ ادارے مستحق طلبہ کو تعلیمی وظائف بھی دیتے ہیں۔

حفظانِ صحّت: بلدیاتی ادارے بیماریوں کی روک تھام اور بیمار لوگوں کے علاج معالجے کے لیے ہسپتال اور طبی مراکز قائم کرتے ہیں۔ اِن میں ضروری عملہ مقرر کرتے اور ادویات کا اِنتظام کرتے ہیں۔ بیماریوں کی روک تھام کے لیے حفاظتی ٹیکے لگانے کا انتظام کرتے ہیں اور اگر کوئی بیماری پھیل کر وبا کی شکل اختیار کرنے لگے تو ہنگامی بنیادوں پر اس کے خلاف مُہم چلاتے ہیں۔ نوزائیدہ بچّوں اور ان کی ماؤں کی دیکھ بھال کے لیے الگ طبی مراکز قائم کرتے ہیں۔ بلدیاتی ادارے اس بات کا بھی اِنتظام کرتے ہیں کہ بازاروں، دکانوں، ہوٹلوں اور ریڑھیوں کے ذریعے شہریوں کو کھانے کی ایسی چیزیں فروخت نہ ہوں جو صحّت کے لیے مُضر ہوں۔ یہ ادارے مذبح خانوں کی نگرانی بھی کرتے ہیں تاکہ مُضرِ صحّت گوشت کی فروخت ناممکن بنائی جا سکے۔

صفائی کا اِنتظام: صحّت کے لیے صفائی ضروری ہے۔ صفائی اچھی معاشرت کی علامت ہے۔ شہری ادارے اپنے علاقوں میں صفائی کے ذمّے دار ہوتے ہیں۔ سڑکوں، گلی کوچوں، نالیوں اور پُورے ماحول کو صاف سُتھرا رکھنے کے انتظامات اور اقدامات انھی اداروں کے ذمّے ہیں۔

پینے کے پانی کا انتظام: صاف اور صحّت بخش پانی شہریوں کی اہم ضرورت ہے۔ شہری ادارے شہریوں کے لیے پینے کے صاف پانی کا انتظام کرتے ہیں۔ کنویں کھودنا، ٹیوب ویل نصب کرنا، پانی کو ٹینکیوں میں ذخیرہ کرنا، پانی کو جراثیم سے محفوظ رکھنا اور لوگوں کے گھروں تک نلکوں کے ذریعے اسے پہنچانے کا انتظام کرنا ان اداروں کے سپرد ہوتا ہے۔ یہ ادارے حفظانِ صحّت کے تمام اصولوں کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے شہریوں کو ضرورت کے مُطابق پانی مہیا کرتے ہیں۔

سڑکوں کی تعمیر اور مرمّت: بلدیاتی ادارے اپنی حدُود کے اندر نئی سڑکیں بناتے ہیں، کچّی سڑکوں کو پُختہ کرتے ہیں اور تمام سڑکوں کی دیکھ بھال اور مرمّت کرتے ہیں۔ سڑکوں

اور راستوں کے کنارے درخت لگانا، پیدل چلنے والوں کے لیے فٹ پاتھ بنانا اور سڑکوں اور گلی کوچوں میں روشنی کا انتظام کرنا بھی ان اداروں کی ذمے داریوں میں شامل ہے۔

نکاسیِ آب کا انتظام : بلدیاتی ادارے ایسا انتظام بھی کرتے ہیں کہ گھروں کا استعمال شدہ پانی شہر سے باہر نکال دیا جائے تاکہ شہر میں گندا پانی جمع نہ ہو اور بیماریاں نہ پھیلیں۔ بلدیاتی ادارے گندے پانی کی نالیاں بنواتے، ان کی دیکھ بھال کرتے اور ان کی صفائی اور مرمت کے انتظامات کرتے ہیں۔

آگ بجھانے کے انتظامات : بڑے شہروں میں آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ بازاروں اور دکانوں کے علاوہ ورکشاپوں اور کارخانوں میں دن رات کام ہوتا ہے۔ کبھی کہیں آگ لگ جائے تو اس کا بجھانا شہریوں کے بس میں نہیں ہوتا۔ خطرہ ہوتا ہے کہ ساری آبادی اس کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ اس خطرے سے نمٹنے کے لیے بلدیاتی ادارے اپنے ہاں آگ بجھانے کے انتظامات رکھتے ہیں۔ اس غرض کے لیے پانی کی گاڑیاں، ضروری ساز و سامان اور تربیت یافتہ عملہ رکھا جاتا ہے۔ آگ بجھانے والے شعبے کو فائر بریگیڈ کہتے ہیں۔

لائبریریوں کا قیام : مطالعہ پڑھے لکھے اور سنجیدہ لوگوں کے لیے ذہنی غذا کا کام دیتا ہے۔ بلدیاتی ادارے اپنی حدود کے اندر ایسی لائبریریاں (دارالمطالعے) قائم کرتے ہیں جن میں تازہ اخبارات و رسائل کے علاوہ اچھی اچھی کتابیں شہریوں کے مطالعے کے لیے رکھی جاتی ہیں۔

تفریحی پارک : بچوں اور بڑوں کی تفریح کے لیے بلدیاتی ادارے تفریحی پارک بناتے ہیں۔ ان پارکوں میں درخت لگاتے ہیں اور سبزہ اور پھول اگاتے ہیں۔ یہ پارک شہروں کی خوب صورتی میں اضافہ کرتے ہیں اور ماحول کو خوش گوار بناتے ہیں۔ لوگ صبح شام آ کر یہاں سیر کرتے ہیں۔ بعض بڑے شہروں کے ادارے اپنے ہاں چڑیا گھر اور عجائب گھر بھی قائم کرتے ہیں۔

رفاہی اداروں کا قیام : بلدیاتی ادارے معاشرے کے کمزور اور ضرورت مند افراد کی مدد کے لیے بھی ادارے قائم کرتے ہیں۔ مثلاً یتیم، بے سہارا اور معذور افراد کی مدد کے ادارے اور انڈسٹریل ہوم وغیرہ۔ ان اداروں میں معذور اور بے سہارا افراد کی دیکھ بھال بھی کی جاتی ہے اور انھیں تعلیم و تربیت دے کر کوئی ہنر بھی سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ

دوسروں پر بوجھ نہ بنے رہیں بلکہ باعزّت طور پر روزی کمانے کے قابل ہو سکیں۔
اِن اداروں کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کوئی ایسا کام یا کاروبار جو لوگوں کی صحت یا اخلاق پر بُرا اثر ڈالنے والا ہو تو وہ اسے روکنے اور ختم کرنے کی کوشش کریں۔
آج کل منشیات اور تمباکو نوشی کا رواج عام ہے۔ رفاہی اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام نشہ آور اشیاء اور تمباکو نوشی کے مضر اثرات سے لوگوں کو خبردار کریں اور اِس عادت کے چھڑانے میں مدد کریں۔

کھیل کے میدانوں کا انتظام: کھیل ایک صحت مند تفریح بھی ہے اور صحت کے لیے ضروری بھی۔ شہروں اور دیہات میں بہت سے لوگ فٹ بال، والی بال، کرکٹ، ہاکی، کُشتی اور کبڈی وغیرہ کھیلنا اور دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ لوگوں کے اس شوق اور ضرورت کے پیشِ نظر بلدیاتی ادارے شہروں اور قصبوں میں کھیل کے میدان بناتے اور ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

پیدائش اور اموات کا ریکارڈ رکھنا: بلدیاتی ادارے کی حدُود میں کوئی بچہ پیدا ہو یا کوئی آدمی مر جائے تو بلدیاتی ادارے کے دفتر میں اس کا اندراج کیا جاتا ہے۔ یہ اعداد و شمار مستقل ریکارڈ کے طور پر بلدیاتی ادارے کے دفتر میں موجود رہتے ہیں۔

شہری مکانوں کی تعمیر کی نگرانی: شہری علاقے میں جو مکان یا دکان تعمیر ہوتی ہے، اس کا نقشہ بلدیاتی ادارے منظور کرتے ہیں اور پھر یہ دیکھتے ہیں کہ عمارت نقشے کے مطابق ہے یا نہیں۔ اسی طرح یہ ادارے بوسیدہ مکانات کو گرانے اور تجاوزات کو ہٹانے کے لیے بھی مناسب اقدامات کرتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ کونسل اور یونین کونسلیں دیہی علاقے میں راستے بنانے، انھیں پختہ کرنے، برساتی نالوں پر پُل بنانے، کھیلوں، نمائشوں اور میلوں کا انتظام بھی کرتی ہیں۔

لوگوں کی خدمت اور بھلائی کے مندرجہ بالا تمام کام روپے پیسے کے بغیر انجام دینا ممکن نہیں۔ چنانچہ حکومت نے بلدیاتی اداروں کو اختیار دیا ہے کہ وہ آمدنی حاصل کرنے کے مختلف ذرائع کو بروئے کار لائیں اور شہریوں سے ٹیکس بھی وصول کریں۔ بلدیاتی ادارے مندرجہ ذیل ذرائع سے آمدنی حاصل کرتے ہیں۔

محصُول چونگی: وہ چیزیں جو فروخت یا استعمال کے لیے کسی شہر کی حدُود میں لائی

جاتی ہیں، وہاں کا بلدیاتی ادارہ ان اشیاء پر ایک مقررہ شرح سے محصول چونگی وصول کرتا ہے۔ محصول چونگی بلدیاتی اداروں کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

جائیداد ٹیکس : کارپوریشن، کمیٹی یا کونسل کی حدود میں موجود رہائشی مکانوں، دکانوں، مارکیٹوں، ہوٹلوں وغیرہ کے مالکوں سے جائیداد ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

ذرائع آمدورفت کا ٹیکس : شہر یا کسی بلدیاتی ادارے کی حدود میں چلنے والی ٹیکسی موٹروں، رکشاؤں، تانگوں، ریڑھیوں اور گھوڑا گاڑیوں وغیرہ کو بلدیاتی ادارے اجازت نامے (لائسنس) جاری کرتے ہیں اور اُن سے مقررہ فیس وصول کرتے ہیں۔

جائیدادوں سے آمدنی : بلدیاتی اداروں کی ملکیت میں دکانیں، مارکیٹیں مثلاً سبزی، غلّے، گوشت اور پھلوں کی مارکیٹیں اور کھُلے پلاٹ وغیرہ ہوتے ہیں۔ بلدیاتی ادارے انھیں کرائے یا ٹھیکے پر دے کر آمدنی حاصل کرتے ہیں۔

آبنوشی ٹیکس : بلدیاتی ادارے جن شہریوں کو گھروں میں پانی مہیّا کرتے ہیں اُن سے ایک مقررہ شرح پر فیس وصول کرتے ہیں۔

متفرق ٹیکس : شہروں میں دکانوں، پلاٹوں اور زمینوں کی خرید و فروخت پر، حماموں، گوشت کی دکانوں اور حلوائیوں کی دکانوں پر اور اسی طرح کے پیشہ ورانہ اداروں پر بھی بلدیاتی ادارے ٹیکس عائد کرتے ہیں۔ بلدیاتی ادارے مروّجہ ٹیکسوں کے علاوہ نئے ٹیکس بھی لگا سکتے ہیں۔

حکومت سے امداد : بڑے یا اہم منصوبوں کی تکمیل کے لیے اور عام اخراجات میں کمی کو پُورا کرنے کے لیے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں بلدیاتی اداروں کو ہنگامی امداد اور خصُوصی فنڈ بھی دیتی ہیں۔

دیہی علاقوں میں ڈسٹرکٹ کونسلیں، ٹاؤن کمیٹیاں اور یونین کونسلیں درج ذیل ذرائع سے بھی آمدنی حاصل کرتی ہیں۔

مقامی ریٹ : زمینوں کے مالیہ کے ساتھ مقامی بلدیاتی ادارے کے لیے زمینداروں سے کچھ ٹیکس وصُول کیا جاتا ہے۔ اسے لوکل ریٹ یا مقامی ریٹ کہتے ہیں۔

زرعی زمینوں یا باغات کی آمدنی : ڈسٹرکٹ کونسل یا یونین کمیٹی کی ملکیت میں اگر کوئی زرعی زمین یا باغ ہو تو اس کی پیداوار بھی اس کونسل یا کمیٹی کی آمدنی کا ذریعہ ہوتی ہے۔

کانجی ہاؤس : بلدیاتی ادارے دیہات میں کانجی ہاؤس تعمیر کرتے ہیں۔ ان میں آوارہ مویشیوں کو بند کیا جاتا ہے۔ مالک جب اپنے مویشیوں کو چھڑانے آتے ہیں تو ان سے ایک مقررہ رقم وصُول کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا ذرائع کے علاوہ درختوں کی فروخت ، بسوں ، ٹرکوں اور ٹیکسیوں کے اڈّوں کے کرائے ، مولشیوں کی منڈیوں ، میلوں اور نمائشوں وغیرہ کے ذریعے بھی بلدیاتی اداروں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ب) صحّت و صفائی

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان میں صحت ایک بڑی نعمت ہے۔ بلکہ اکثر کہا جاتا ہے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ کسی دانش مند کا قول ہے کہ صحّت مند جسم ہی کے اندر صحت مند ذہن نشو و نما پاتا ہے۔ صحّت کو قائم اور برقرار رکھنا ہر فرد کی ذمّے داری بھی ہے اور ضرورت بھی۔ اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اچھی غذا ، صفائی ، ورزش ، آرام ، حفظانِ صحّت کے اصولوں سے واقفیّت اور معمولاتِ زندگی میں باقاعدگی یہ سب چیزیں بہُت ضروری ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے مُلک میں اکثر لوگ صحّت کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں کرتے۔ بیماریوں کے علاج سے زیادہ ضروری یہ بات ہے کہ لوگ حفظانِ صحّت کے اصولوں سے واقف ہوں اور بیمار ہونے سے پہلے بیماریوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کریں۔

ایک شہری کے بُنیادی فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ مُلک کے استحکام ، اُس کے بقا اور دفاع کے لیے ہر وقت مستعد اور چوکس رہے۔ یہ خدمت وہ اسی وقت انجام دے سکتا ہے جب وہ جسمانی طور پر چاق چوبند اور ذہنی طور پر بیدار اور مُستعد ہو۔ وہ اپنی صحّت کی قدر و قیمت اور اہمیّت کو جانتا ہو۔ حفظانِ صحت کے اصولوں سے نہ صرف واقف ہو بلکہ اُن پر عمل بھی کرتا ہو۔ حکومت اور بلدیاتی ادارے بڑی بڑی رقمیں خرچ کرکے ایسے اقدامات اور انتظامات کرتے رہتے ہیں جن کے ذریعے شہریوں کی صحّت کی حفاظت کی جائے ، انھیں بیماریوں سے بچایا جائے اور بیمار لوگوں کا علاج معالجہ کرکے اُن کی صحّت بحال کی جائے۔

وبائی امراض کی روک تھام : غیر صحت مند ماحول اور مُضرِ صحّت خوراک کے علاوہ وبائی امراض صحّت عامہ کے لیے بڑا خطرہ ہوتے ہیں۔ حکُومت کی کوشش ہوتی ہے کہ اِن امراض کو پیدا ہونے اور پھیلنے سے روکا جائے۔ ملیریا کی روک تھام کے لیے حکومت نے

خصوصی شعبہ، انسداد ملیریا کے نام سے قائم کر رکھا ہے جو اس بیماری کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے پوری طرح کوشاں ہے۔ تپ دق یعنی ٹی بی ایک موذی مرض ہے۔ حکومت نے اس مرض کی روک تھام اور علاج کے لیے مختلف مقامات پر خصوصی شفا خانے (سینی ٹوریم) کھولے ہیں۔ چیچک ایک وبائی مرض ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے حکومت کے محکمۂ صحت نے عالمی ادارۂ صحت کے تعاون سے وسیع پیمانے پر اقدامات کیے ہیں۔ یہ کوششیں کامیاب ہوئی ہیں اور پاکستان میں چیچک کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ آنکھیں انسانی جسم کا ایک نازک حصہ ہیں۔ یہ بڑی نعمت ہیں۔ ان کی صحیح قدر و قیمت وہی جانتا ہے جو آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو۔ اکثر لوگ آنکھوں کی دیکھ بھال ٹھیک طریقے سے نہیں کرتے۔ چنانچہ ہمارے مُلک میں آنکھوں کی بیماریاں عام ہیں۔ بہت سے لوگ بینائی جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ شہروں، قصبوں اور دیہات میں آنکھوں کے علاج کے لیے کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ جہاں ماہر ڈاکٹروں کو بُلا کر آنکھوں کی بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ ان کیمپوں میں آنکھوں کے آپریشن بھی کیے جاتے ہیں اور مریضوں کو ادویات اور عینکیں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا کوششیں ایسے امراض کے خلاف کی جا رہی ہیں جو عام طور پر زیادہ پھیل جاتے ہیں اور وبائی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ حکومت اور بلدیاتی ادارے اِن امراض کے علاوہ عام بیماریوں کے علاج کے لیے بھی نئے نئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کر رہے ہیں۔ اور ان کے انتظام کو بہتر بنا رہے ہیں تاکہ عام لوگوں کی صحت کو محفوظ بنایا جا سکے۔ یہ تمام کوششیں صرف اس وقت کامیاب اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہیں جب شہری بھی ان کی اہمیّت کا احساس کر کے ان میں شریک ہو جائیں اور وہ اپنی صحت کے تحفّظ کے بارے میں سنجیدہ ہو کر تمام ضروری تدابیر اِختیار کرنے لگیں۔

وفاقی حکومت کے منصوبے: صحت عامہ کی حفاظت اور مریضوں کا علاج معالجہ اگرچہ صوبائی حکومتوں کی ذمّے داری ہے مگر وفاقی حکومت بھی اس کام کو بڑی اہمیّت دیتی ہے۔ وفاقی حکومت نے اِس شعبے میں اصلاحات کا ایک جامع منصوبہ تیّار کیا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق شہروں اور دیہات میں علاج معالجے کے بنیادی یونٹوں کا ایک جال بچھا دیا جائے گا۔ اوسطاً ہر آٹھ ہزار کی آبادی کے لیے ایک طبّی یونٹ قائم ہو گا۔ ڈاکٹروں کو دیہات میں کام کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔ میڈیکل کالجوں سے فارغ ہونے کے بعد

ہر ڈاکٹر کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ وہ کچھ عرصے تک دیہات میں کام کرے۔ چھوٹے چھوٹے پانچ گاؤں کے لیے، دس بستروں کا ہسپتال، ہر تحصیل میں ساٹھ بستروں کا ہسپتال اور ہر ضلعی صدر مقام پر ڈھائی سو بستروں کا ہسپتال قائم کیا جائے گا۔ ان ہسپتالوں میں تربیت یافتہ عملے، ادویات اور طبی سازوسامان کا معقول انتظام ہوگا۔ مختلف مقامات پر ڈسپنسریاں اور طبی مراکز بھی کھولے جائیں گے۔ یُونانی یعنی دیسی اور ہومیو پیتھک طریقِ علاج کو رواج دینے کے لیے بھی ضروری سہولتیں مہیّا کی جائیں گی۔

حفظانِ صحّت کا ادارہ : اسلام آباد میں قومی صحت کا تحقیقاتی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ تحقیق کر کے صحت کو برقرار رکھنے کے طریقے معلوم کرے گا اور لوگوں کو اِن طریقوں سے روشناس کرائے گا۔ حفظان صحّت کا ایک الگ قومی ادارہ بھی قائم ہے جو ریڈیو، ٹی۔وی۔ اور اخبارات و رسائل کے علاوہ دستاویزی فلموں اور پوسٹروں کے ذریعے صحت وصفائی کے اصولوں کو عام لوگوں تک پہنچاتا اور لوگوں کی تربیت کرتا ہے۔ بچّوں کی صحت کے لیے سکول ہیلتھ سروس الگ قائم کی گئی ہے۔ اس کے ذریعے سکولوں کے بچّوں کا طبی معائنہ کیا جاتا ہے اور بیمار یا کمزور بچّوں کا مناسب علاج تجویز کیا جاتا ہے۔

حکومت اور اس کے ادارے مذکورہ بالا کوششوں کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کی روک تھام کے لیے بھی ضروری اقدامات کرتے ہیں۔ ایسی تجربہ گاہیں بنائی گئی ہیں جہاں اشیائے خورد و نوش کے نمونوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ملاوٹ کرنے یا مُضرِ صحت اشیاء فروخت کرنے کے جُرم میں ملوث پایا جائے تو اسے سخت سزا دی جاتی ہے اور جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ حکومت دوا سازی کی صنعت پر بھی نظر رکھتی ہے تاکہ دواؤں کا معیار نہ گرے اور مُضرِ صحت ادویات تیار ہو کر بازار میں نہ آ سکیں۔ صوبائی حکومتیں ڈاکٹروں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنے، ہسپتالوں میں ادویات، ضروری آلات، سازوسامان اور دیگر سہولتیں مہیا کرنے میں کوشاں رہتی ہیں اور ان اِنتظامات پر کثیر رقمیں خرچ کرتی ہیں۔ لیکن صحّت چونکہ ایک عوامی مسئلہ ہے اور عوامی توجّہ چاہتا ہے اس لیے حکومتوں کی کوششوں میں کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب مُلک کے لوگ بھی ان کوششوں میں شریک ہو جائیں اور قومی صحت کی حفاظت کو ایک مقدس مشن اور جہاد کا درجہ دے دیں۔

سوالات

1 - حکومتِ خُودِ اختیاری سے کیا مراد ہے ؟
2 - حکومتِ خُودِ اختیاری کے ادارے کون کون سے ہیں اور یہ کیا کام کرتے ہیں ؟
3 - صحّت اور صفائی کا کیا تعلّق ہے۔ اِس سِلسلے میں شہریوں کی کیا ذمّے داریاں ہیں ؟
4 - صحّت عامہ کو بہتر بنانے کے لیے حکومت اور بلدیاتی ادارے جو اقدامات کر رہے ہیں، ان پر روشنی ڈالیے۔
5 - مناسب الفاظ منتخب کر کے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :
(i) بلدیاتی اداروں کے ممبر ____ سال کے لیے منتخب ہوتے ہیں۔ (پانچ - چار)
(ii) میونسپل کارپوریشن کا سربراہ ____ کہلاتا ہے۔ (میئر - چیئرمین)
(iii) کنٹونمنٹ بورڈ کے ____ ممبر نامزد ہوتے ہیں۔ (تمام - نصف)
(iv) لوکل ریٹ ____ وصول کیا جاتا ہے۔ (زمینداروں سے - دکانداروں سے)
(v) صحّت اور ____ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ (بیماری - صفائی)
(vi) صفائی ____ کا حصّہ ہے۔ (ایمان - صحّت)

عملی کام

1- اپنے علاقے کا جائزہ لے کر اس کی صحّت و صفائی کی حالت پر مضمون لکھیے۔
2 - اپنے محلّے کے نوجوانوں اور کونسلر صاحب کے تعاون سے محلّے کی صفائی کا کام شروع کیجیے۔
3 - اپنے قریب کے بلدیاتی ادارے کے کسی اجلاس کی کارروائی کا مشاہدہ کیجیے اور اس کی رُوداد قلم بند کیجیے۔
4 - بلدیاتی اداروں کے کاموں، ذمّے داریوں اور ذرائع آمدن کو ایک چارٹ کے ذریعے واضح کیجیے۔

تیار کردہ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ و منظور شدہ محکمۂ تعلیم حکومتِ بلوچستان
بطورِ واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبہ بلوچستان
بموجب نوٹیفکیشن نمبر 9356-58 EDN/II 10/1/76 مورخہ 6/10/76
نظرثانی، نیشنل ریویو کمیٹی۔ قائم کردہ وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان

قومی ترانہ

پاک سر زمین شاد باد　　کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان　　ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سر زمین کا نظام　　قوّتِ اخوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت　　پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال　　رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال　　جانِ استقبال
سایۂ خُدائے ذوالجلال



11537

کوڈ نمبر SS. VII/96　　سیریل نمبر

سال اشاعت	ایڈیشن	تعداد	قیمت
1993	اوّل	16000	9.75